رسالہ ردّ شیعہ بقول امامیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد خدا و نعت محمد مصطفیٰ کے بعد بندہ پُر خطا سید قطب شاہ ساکن پیر محل عرض کرتا ہے کہ ایک شیعہ صاحب نے بذریعہ کاغذ بندہ سے یہ جواب طلب کیا کہ کتاب نہج البلاغت میں وہ کون مواقع ہیں کہ جہاں جناب امیرؑ نے صحابہ یعنے خلفائے ثلاثہؓ کی تعریف کی ہے؟ تب اُن کے جواب میں یہ چند اوراق تحریر ہوئے۔ چونکہ یہ صاحبان آپ کو شیعان علی کہلاتے اور آپ کو اُن کا پیرو بتاتے ہیں۔ اس واسطے صرف صحابہ کا ایمان اور شان اور نیز اُن کا خلیفہ برحق ہونا اور جناب امیر کے مذہب و طریقے ایسا بھی کچھ حال باجمال ہم اسی کتاب نہج البلاغت سے بھی ہر کس کو سناتے

اور ثابت کر دکھاتے ہیں جو خاص کلام جناب امیر علیہ السلام کی
ہے جس کو شیعہ قرآن خدا کے فرمان سے کم نہیں سمجھتے پس دین کے
صراف اُن ہر ایک الفاظ کو کتاب موصوف سے ملاحظہ کر کے انصاف
فرماویں اوّل تو اُن اصحابہ کا شان اور ایمان ہم اُسی کتاب
سے بیان کرتے ہیں۔ کتاب نہج البلاغت بترجمہ اردو مطبع
یوسفی دہلی گو اس مترجم نے اس کا ترجمہ اکثر عربی عبارت کے مطابق
بھی نہیں کیا۔ اپنے مذہب کی خاطر بہت جگہ غلط کر دیا ہے
مگر اس زمانے میں عربی اور فارسی کے سمجھنے والے لوگ کم
رہ گئے ہیں۔ اسواسطے میں کچھ اسی ترجمہ سے نقل کرتا ہوں صفحہ ۱۲۲
پر جناب امیر اپنے تابعین کو فرماتے ہیں کہ میں نے محمد صلے اللہ
علیہ وسلم کے صحابیوں کو دیکھا ہے جو تم میں سے کوئی بھی اُن کی نظیر
جیسا دکھائی نہیں دیتا۔ خدا تعالیٰ کی اطاعت اور عبادات وغیرہ
میں پھر صفحہ ۱۶۸ پر فرمایا خدا کی قسم اُن کی یعنی صحابہ کی رائیں
اور تدبیریں مامون اور مبارک تھیں وہ راست گفتار تھے وہ بغاوت
اور جور و ستم کے ترک کرنے والے تھے گذر گئے انتہا یعنی وہ ایسے
نیکو تھے کہ ان کی رائیں خدا رسول کے موافق ہوتی تھیں صفحہ ۱۷۱ پر
فرمایا کہاں ہیں وہ لوگ یعنی صحابہ جن کو اسلام کی طرف بلایا جاتا تھا

اور وہ اُسے جلد قبول کر لیتے تھے۔ وہ قرآن پڑھتے تھے۔ اور اپنے اعتقادات اُس کے ساتھ مضبوط کرتے تھے جہاد کے لئے برانگیختہ ہوتے تھے پھر اُس کے آگے فرمایا اُن کی آنکھیں روتے روتے تباہ ہو گئی تھیں اُن کے شکم روزہ رکھتے رکھتے لاغر ہو گئے تھے اور سجدوں کا غبار اُن کے چہروں پر موجود رہتا تھا وہ لوگ میرے بھائی تھے جو چلے گئے۔ ہم پر لازم ہے کہ ان کی ملاقات کے پیاسے رہیں۔ اور اُن کی جدائی پر اپنے ہاتھوں کو دانتوں سے کاٹا کریں۔ + صفحہ ۱۰۲ پر اپنے تابعین کو فرمایا تم فتنہ کی علامتیں اور بدعت کے نشان نہ بنو اور اُس چیز کے ملازم بن جاؤ جس پر جماعت عقد کی حبل المتین بندھی ہوئی ہے اور اطاعت خدا کے ارکان اُسی پر بنا کئے گئے۔ انتہا۔ یعنے جس پر صحابہ کی جماعت تھی۔ اور جس پر اسلام کی بنا کی گئی ہے فرمایا تم بھی اُن ہی کی پیروی پر قدم بقدم چلو + صفحہ ۲۴۷ پر فرمایا۔ تم اُس طریقہ صالحہ کو نہ توڑو جس پر اس امت کے سابقین یعنے صحابہ نے عمل کیا ہے تم بھی انہیں کی چال پر چلو۔ اور کوئی ایسا طریقہ ایجاد نہ کرو کہ جس سے سنن گذشتہ کو ضرر پہنچے انتہا۔ یعنی کوئی ایسا نیا طریقہ نہ نکالو کہ جس سے سنت رسول کا نقصان ہوتا ہو

۱۸۱ پر فرمایا۔ تم بھی اپنے لئے اُس سنت کو قائم کرو اور اُس جماعت کلان کی پیروی کرو۔ یعنے صحابہ کی۔ کیونکہ اُس جماعت پر خدا کا ہاتھ انتہیٰ۔ یعنے خدا اُن کا معاون و مددگار ہے صفحہ ۱۹۰ جب خلیفہ ثانی نے روم پر چڑھائی کا خود ارادہ کیا اور جناب امیر سے مشورہ لیا تو آپ نے اُن کو نہایت محبت و شفقت کے ساتھ دوستانہ طور پر مشورہ دیا فرمایا اگر تو مغلوب ہو جائے پھر تو مسلمانوں کو کوئی جگہ پناہ کی نہ ملیگی اور تیرے بعد کوئی ایسا مرجع نہ ہوگا کہ جس کی طرف وہ مسلمان رجوع کرینگے اس طرف کسی اور شخص کو افسر فوج بناکر بھیج۔ دیکھو آپ نے حضرت عمر رضؓ کو اسلام کی بنا اور مسلمانوں کی پناہ فرمایا۔ صفحہ ۲۰۰ جب خلیفہ ثانی نے عجمی سپاہ کے مقابل میں بھی بنفس خود جانا چاہا تب بھی آپ نے نہایت محبت کے ساتھ اُن کو مشورہ دیا۔ فرمایا یہ اسلام خدا کا دین ہے جس کو خدا نے تمام ادیان اور مذہبوں پر غالب کیا ہے جس کا خدا خود نگہبان ہے۔ اور یہ اسلام کی سپاہ اُس خدا کی فوج ہے جس نے ہر جگہ اُس کی مدد اور عنایت کی ہے۔ انتہیٰ۔ اس سالم خطبہ کا ملاحظہ کرنا جناب امیر نے اس میں حضرت عمر اور

اُس کی سپاہ کو خدا کی فوج بنایا اور اُن کے دین کو خدا کا دین بنا کے
اُن کے دین کو ہر مذہب پر غالب فرمایا وغیرہ وغیرہ۔ صفحہ ۲۳۶ - ایک
خطبہ میں جناب امیرؑ نے حضرت عثمانؓ کی شان میں بہت فضیلت
کے کلمے بیان فرمائے۔ فرمایا میں اُس چیز کو نہیں جانتا جس کو
تو نہ جانتا ہو۔ جو کچھ ہم جانتے ہیں وہی تو بھی جانتا ہے ہم نے
کسی چیز میں تجھ سے سبقت نہیں کی۔ ہم تجھ میں کسی امر میں
جدا نہیں ہیں۔ جو کچھ ہم نے دیکھا ہے وہی تو نے بھی دیکھا ہے
جو کچھ ہم نے سُنا ہے وہی تُو نے بھی سُنا ہے جیسا ہم نے رسُول
کی مصاحبت کی ہے ویسی تُو نے بھی کی ہے۔ ابن خطاب
اور ابی قحافہ تجھ سے افضل نہیں ہیں۔ تیری خویشی رسول اللہ
سے قریب ہے۔ تو پیغمبر کی دامادی کے مرتبہ کو پہنچا ہوا ہے
جس کو یہ دو نہیں پہنچے۔ انتہٰے۔ پس اس سے اور
زیادہ شان کیا بیان کیا جاوے کہ جس کو تو جناب امیر نے
فضیلت میں آپ جیسا بنایا اور ہم مرتبہ فرمایا۔ اور نیز جن
کو حضرت کا داماد فرما کر اُن کا سب سے رتبہ بڑھایا وغیرہ
وغیرہ۔ یہ خطبہ شرح کے لائق ہے۔ لیکن اہل دید صاحب
فہمید تو اس کے ایک ایک لفظ کی خود تشریح سمجھ کر

انصاف فرما ویں گے۔ صفحہ ۳۲۲ پہ خطبہ آپ نے حضرت ابابکر صدیق رض کے شان میں فرمایا۔ خدا انعام کرے فلاں یعنے ابو بکر پر کہ جس نے کجی کو سیدھا کیا بعد پیغمبر علیہ السلام کے جو لوگ مرتد وغیرہ ہو گئے تھے اُن کو تہ تیغ کرکے پھر دین رسول کو سیدھا کیا۔ اور جس نے امراض نفسانیہ کی دوا کی۔ اور جس نے نبی کی سنت کو قائم کیا اور بدعت کو دور کیا۔ اور گیا اس دنیا سے پاکدامن کم عیب خلافت کی خوبی پائی اُس کے فساد سے پہلے رحلت فرمائی یعنی آپ کے بعد جو لوگ شاخ در شاخ راستوں پر چلنے لگے تھے۔ اُس فساد سے پہلے آپ نے دنیا سے کوچ کیا اور خدا کی اطاعت کو اچھی طرح ادا کیا اور موافق حق کے پرہیزگاری کو پورا کیا۔ دیکھو اس خطبہ کے ایک ایک لفظ سے جناب امیرؑ نے صدیق اکبرؓ کا ایمان اور شان تو ایسا مفصّل بیان فرمایا کہ جس کی تو شرح کرنے کی بھی کچھ حاجت نہیں ہے ✦ ایک اور دُعا بھی ہم حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی خود اُن کی کتاب صحیفہ کاملہ سے لکھتے ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے صحیفہ کاملہ کے صفحہ ۲ پر اِس دُعا میں امامؑ صاحب اصحاب

حضرتؐ کے اصحاب کیا رمہاجر و انصار خصوصاً اصحاب ثلثہؓ کے فضائل اور اُن کے مصائب آپ نہایت شفقت اور محبت کے ساتھ بیان کرکے خدا سے اُن کی مغفرت کی دُعا مانگتے ہیں اور انہیں قیامت کو بھی رحمت الٰہی کا مستحق فرماتے ہیں۔ اور اُن کی پیروی کرنے والوں کو بھی جنت کی خوشخبری سُناتے ہیں۔ یہ دعا طویل ہے۔ اِس کا ایک ایک لفظ کتاب سے ملاحظہ فرماتا۔ پھر اسی کتاب کے صفحہ ۳۴۵ پر سید ساجدین فرماتے ہیں۔ الٰہی صلوٰۃ بھیج محمدؐ اور اُس کی آل اور اسکے اصحابؓ پر اور بھی اسی طرح تو حضرت امام حسین علیہ السلام بھی اپنی کتاب مراۃ العارفین کے صفحہ ۵ و صفحہ ۷۵ میں حضرت کے اصحابؓ پر سلام و صلوٰۃ بھیجتے ہیں۔ ذرا ایک اور چوتھے امام کی بھی کچھ کلام سُنئے۔ تفسیر حسن العسکری جس کو شیعہ گیارھویں امام حسن عسکری علیہ السلام کے نام منسوب کہتے ہیں مطبع مفید عام پریس لاہور اُردو صفحہ ۲۷ پر امام صاحب فرماتے ہیں کہ جب حضرت موسےٰ علیہ السلام نے اپنا کمال رتبہ دیکھا تو جناب باری میں عرض کی کہ یا الٰہی میرے جیسی کرامت کسی اور پیغمبر کو بھی نصیب ہوئی ہے؟ فرمان ہوا کہ اے موسےٰ

کیا تجھے معلوم نہیں کہ محمدؐ میرے نزدیک تمام فرشتوں اور
کُل مخلوق سے افضل ہے۔ پھر موسےٰؑ نے عرض کی کہ کیا کسی نبی
کی آل میری آل سے افضل ہے حکم ہوا کہ اے موسےٰ آل محمدؐ کو
کُل انبیا کی آل پر ایسی فضیلت ہے جیسے محمدؐ کو تمام انبیا پر
ہے۔ پھر موسےٰ نے عرض کی کہ کیا کسی اور نبی کے اصحاب بھی
میرے اصحاب سے افضل ہیں؟ ارشاد ہوا کہ اصحاب محمدؐ کو دیگر
انبیاء کے اصحاب پر ایسی فضیلت ہے جیسی محمدؐ کو تمام رسولوں
پر ہے۔ اسی طرح حضرت موسےٰ نے اپنی امت کی فضیلت
میں کہا تو فرمان ہوا کہ اے موسےٰ تجھکو معلوم نہیں کہ جیسا میں
اپنی تمام مخلوقات سے افضل ہوں اسی طرح امت محمد صلعم کی تمام
امتوں سے افضل و اعلیٰ تر ہے۔ پس اس سے ہمارے حضرت کے
اصحابوں کی بڑی فضیلت ثابت ہوئی۔ پھر جو ایسی امت کی کوئی
شکایت کرے۔ یا حضرت کے ایسے اصحابوں کو برا کہے اور
ایسے امام کی کلام سنکر حضرت کے اصحاب پر ایمان نہ لائے
تو پھر اُس کے ایمان پر کیا گمان کیا جائے۔ پھر اُسی کتاب کے
صفحہ ۴۷ پر امام صاحب فرماتے ہیں۔ خدائے عز و جل نے
نے وحی کی آدم پر کہ اے آدم خدا اُن لوگوں پر جو محبت

رکھتے ہیں۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے اور اُن کی آل سے اور
اصحاب سے ایسی رحمت نازل کرے گا۔ اگر وہ تقسیم کی جاوے
تمام مخلوق پر اول سے آخر تک تو سب کفار بھی مومن ہو جائیں
اور اگر کوئی دشمنی رکھیگا ساتھ آل محمدؐ اور ساتھ اصحاب محمدؐ کے
یا ایک سے بھی اُن میں سے تو خُدا اُس پر ایسا عذاب نازل
کریگا اگر وہ عذاب نازل ہو تمام مخلوق پر تو وہ سب کے سب ہلاک
ہو جاویں۔ دیکھو امام صاحبؒ کیا صاف صاف فرماتے ہیں
کہ جو کوئی دشمنی رکھیگا آل محمدؐ سے یا اُس کے کسی اصحاب سے
تو وہ شخص اُس عذاب کا مستحق ہے کہ جس میں تمام دُنیا
ہلاک ہو جاوے تو پھر اُن کے بُرا کہنے والوں کا کیا حال ہوگا
اور بھی اُسی کتاب کے صفحہ ۴۶۳ پر اس میں شب ہجرت کا
ذکر ہے۔ امام حسن العسکری علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خدا
نے وحی بھیجی محمدؐ علیہ السلام پر۔ فرمایا کہ ابوجہل وغیرہ قریش نے
تیرے قتل کی تجویز کی ہے۔ تجھکو حکم ہے کہ آج کی رات علیؑ کو
اپنے بستر پر سلا دے اور ابوبکرؓ کو اپنے ہمراہ لے اگر وہ تیری
رفاقت کرے اور اپنے عہد پر قائم رہے تو جنت بلکہ اعلے
علیین میں آپ کا رفیق ہوگا بعدہٗ حضرتؐ نے ابوبکرؓ سے فرمایا کہ اے

ابو بکرؓ تو راضی ہے کہ اس سفر میں میرے ہمراہ ہوا ور دشمن جس طرح پر مجھے قتل کے لئے تلاش کریں۔ اسی طرح تیرے قتل کے واسطے در پے ہوں اور میری رفاقت کے سبب سے تجھ پر قسم قسم کے عذاب پہنچیں۔ ابا بکرؓ نے عرض کی یا رسول اللہ میں تو وہ شخص ہوں کہ اگر آپ کی محبّت سے سخت تر بلاؤں میں گرفتار ہوں اور قیامت تک اُن میں پھنسا رہوں تو میرے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ آپ کو چھوڑ کر دنیا کی سلطنت قبول کروں۔ میری جان اور مال اہل و عیال سب آپ پر قربان ہیں آپ کو چھوڑ کر کہاں جاؤں یہ سُنکر رسول صلعم نے فرمایا کہ تحقیق اللہ تعالے تیرے دل پر مطلع ہوا اور پائی تیرے دل کی بات موافق تیری زبان کے پس بالیقین خدا نے تجھ کو بمنزلہ میری سمع و بصر کے گردانا اور تجھ کو میرے ساتھ وہ نسبت ہے جو سر کو جسم سے اور روح کو بدن سے ہے پس اس امام کی کلام نے تو تمام جھگڑا ہی مٹا دیا اور صدیق اکبرؓ کا شان اور ایمان تو ایسا بیان فرمایا کہ ان پر جو جو شیعوں کے طعن بدگمان تھے وہ سب کے سب پشیمان ہوئے دیکھو رسول صلعم نے تو مقام اعلی علیین میں بھی حضرت صدیقؓ کو اپنا رفیق فرما کر

اپنا سمع وبصر بنایا بلکہ انکو اپنا سر وچشم روح وتن فرمایا۔ جس سے صاف ثابت ہوا کہ حضرت صدیق رض کو جس نے ایذا پہنچایا اُس نے پیغمبر کو ایذا پہنچا کر خدا کو اپنا دشمن بنایا اور اسی طرح دوست بھی اُن کا خدا کا دوست ہوا۔ گو اس تفسیر کو علمائے شیعہ نے اس قدر غلط کر دیا کہ امام صاحب رض کا تو اس میں نام ہی نام باقی رہ گیا مگر خدا کی شان اتنی خیانت کے بعد پھر بھی اس میں اتنے فضائل صحابہ کے تو دشمنوں کی قلم سے بچ رہے ہیں اور یہی اس تفسیر میں شیعوں نے اپنے مسائل تو ایسے لاطائل بنائے ہوئے ہیں کہ نہ یہ کسی تفسیر قرآن اور حدیث کے مطابق آتے ہیں اور نہ اُن کے کسی امام کی کتاب نہج البلاغت ومراۃ العارفین اور صحیفہ کاملہ سے موافقت پاتے ہیں اور تجاوز محبت کے سبب تو اُس میں جناب امیر رض کے تمام فضائل بھی حدود شرع سے باہر بیان کئے۔ جس سے صاف ثابت ہوا کہ یہ سب علمائے شیعہ کی بناوٹ ہے۔ یہ امام ع کی ہرگز کلام نہیں ہے۔ کیونکہ امام ع صاحب تو خود اپنے فضائل کے تجاوز کرنے والوں کو منع اور ہلاک فرماتے ہیں۔ جیسا نہج البلاغت کے صفحہ ۱۸۰ پہ جناب امیر نے فرمایا کہ میرے لئے دو گروہ ہلاک ہونگے ایک وہ کہ زیادتی

کرے میری محبت میں اُس حد تک کہ وہ محبت اُس کو ناحق کی طرف لیجائے دوسرا وہ جو کمی کرے میری محبت میں یہاں تک کہ وہ کمی لیجاوے اُس کو گمراہی میں۔ بلکہ بہترین آدمیوں کے وہ شخص ہیں جو درمیانے رستے کو اختیار کر رہے ہیں۔ انتہیٰ +

پس اسی واسطے تو آپ کی محبت کو حد سے بڑھانے والے کا نام رافضی ہؤا۔ اور آپ کی محبت کا منکر خارجی ہوا۔ الحمد للہ کہ وہ درمیانی راستہ تو خدا نے اہل سنت کے نصیب کیا۔ پس اس تمام کلام ائمہ علیہ السلام سے حضرت کے صحابہ خصوصاً خلفائے ثلثہ کا ایمان اور شان تو ٹھیک ٹھیک تصدیق ہو گیا۔ اب ذرا اسی نہج البلاغت سے اُنکی خلافت کا بھی کچھ حال باجمال سُنئے +

خلفائے ثلاثہ کی خلافت کا ثبوت نہج البلاغت سے

صفحہ ۳۲۰ بعد بیعت حضرت عثمانؓ کے جب لوگوں نے کہا آپ اس وقت بھی خلیفہ نہ ہوئے۔ تب جناب امیرؑ نے فرمایا تم خوب جانتے ہو کہ میں اپنے غیر سے خلافت کے لئے لائق ہوں لیکن خدا کی قسم میں تسلیم کرتا ہوں اُس کو انتہیٰ یعنی میں نے حضرت عثمانؓ کی خلافت کو خود منظور کیا ہے اِس کے

آگے کچھ اس مترجم کے لغویات ہیں جو اہل دید صاحب فہمید
تو خود انصاف فرماویں گے اور سمجھ جاوینگے صفحہ ۱۲۴ شہادت
حضرت عثمانؓ کے بعد جب لوگوں نے آپ کی بیعت کا ارادہ
کیا تو فرمایا تم مجھ کو چھوڑ دو میرے غیر سے التجا کرو
انتہیٰ یعنی بغیر میرے کسی اور کو خلیفہ بناؤ۔ صفحہ ۱۲۴ پہ
فرمایا۔ مَیں تمہارے لئے وزیر بہتر ہوں اُس سے کہ امیر
ہوں۔ انتہیٰ۔ اس خطبہ میں بھی مترجم نے بہت لغویات لکھے
ہیں صفحہ ۷۵ پہ فرمایا جب مَیں نے اپنے کام و امور پہ نظر کی
تو ناگاہ میں نے دیکھا کہ خدا کی اطاعت کرنا بیعت لینے سے
مقدم ہے صفحہ ۲۰ پہ اس خطبہ میں ابوسفیان کو فرمایا جبکہ
اُس نے کہا کہ تو اپنا ہاتھ دراز کر کہ عم رسول تیری بیعت
کرے تب آپ نے بیعت لینے سے انکار فرما کر اُس کو کہا کہ
فتنوں کی موجوں کو نجات کی کشتیوں سے بہاؤ اور آپس میں
فتنے ڈالنے کے رستے سے بچو اور باہمی فخر کرنے کے تاجوں
کو اُتار رکھو۔ جو شخص قوّت اور بازو کے ساتھ اٹھا۔ اُس نے
فلاح پائی۔ یہ اشارہ صدیق اکبر کی طرف فرمایا کہ یہہ
قوّت الٰہی اور طاقت اجماعی سے اس مرتبہ کو پہنچا ہے

(دوسرا جو اُس کا مطیع ہو گیا۔ اُس نے آپ کو راحت میں رکھا) یہ کنایہ آپ کی طرف کیا کہ میں نے بحکم الٰہی اُنکی متابعت میں راحت پائی (اُس کی مثال مکدر پانی کی ہے اور اُس لقمہ کی ہے جو کھانے والے کے گلے میں پھنسے یعنے جو اس خلافت کا ناحق طالب ہو اُس کو یہ کانٹوں کی طرح گلے میں پھنسے گی (پھل کا چننے والا خامی کے وقت ایسا ہی جیسا بغیر زمین کے بونے والا) یعنے آپ کو معلوم تھا کہ ابھی تک میری خلافت کا وقت نہیں پہنچا اِس لئے فرمایا کہ کچے پھل توڑنے والے کی طرح اب اسکا دعویٰ کرنا بے سود ہے (اگر مَیں بولوں تو کہیں گے کہ بادشاہی کی حرص کی اور اگر سکوت کروں تو کہیں گے کہ موت سے ڈر گیا) یعنی نہ بادشاہی کی حرص ہے نہ موت کا ڈر ہے اصل بات یہ ہے کہ ابھی میری خلافت کا وقت نہیں آیا (بعید ہے) یعنی دُور ہے جو تمہاری غرض ہے وہ اب پوری نہیں ہوتی (قسم خدا کی ابن ابی طالب اُس بچّے کی بہ نسبت جو اپنی ماں کے پستانوں کی رغبت کرتا ہے۔ مَیں اُس سے بھی زیادہ تر موت کے ساتھ مانوس ہوں بلکہ میں ایسا پوشیدہ علم کا

واقف ہوں اگر اُس کو ظاہر کردوں تو تم بے قرار ہو جاؤ اور خوف سے لرزنے لگو۔ جیسے رسیاں گہرے کنوئیں میں) یعنی میں موت کا زیادہ مانوس ہوں اور احوال قیامت کا مجھ پر منکشف ہے اور جو ناحق فساد کی سختیاں اور حقوق کھونے والوں کی بد حالیاں اگر میں تم کو ظاہر کردوں تو تم سب لوگ مضطرب اور ڈرنے لگو۔ پھر کبھی ایسے فتنہ فساد کی باتیں نہ کرو گے پس خلفائے ثلاثہ کی خلافت حق ہونے میں تو ایک یہی خطبہ کافی اور وافی ہے کسی اور ثبوت دینے کی بھی کچھ حاجت نہیں ہے۔ اس خطبہ کی شرح بھی اس مترجم نے غلط کی ہے خیر اُس کی صحت دکھائی جاوے گی۔ اور آپ خلافت لینے سے انکار اس واسطے کرتے رہے آپ جانتے تھے کہ ابھی تک میری خلافت کا وقت نہیں آیا۔ جیسا کہ اگلے خطبہ میں بھی آپ فرماتے ہیں صفحہ ۷۲ جب آپ خلیفہ ہوئے تو اُس وقت فرمایا قسم خدا کی مجھے اس مقام یعنے خلافت کی دی گئی تھی۔ اور مجھے یہ دن بھی معلوم کہ میں اسی دن میں خلیفہ ہوں گا۔ انتہیٰ۔ اس آپ کی کلام سے صاف معلوم ہوا کہ آگے آپ کا کوئی حق خلافت کا نہ تھا۔ تبھی

تو آپ بار بار خلافت لینے سے انکار کرتے رہے ۔ صفحہ ۲۹۳
پر آپ نے بعد خلیفہ ہونے کے فرمایا ۔ قسم خدا کی نہ مجھے
خلافت کی خواہش تھی نہ ولایت کی ضرورت ۔ لیکن تم لوگوں
نے مجھے خلافت کے لئے کہا اور خلیفہ بنایا ۔ تب میں خلیفہ
ہوا ۔ انتہیٰ ۔ اس میں بھی دو باتیں ثابت ہوئیں ۔ ایک تو
یہ معلوم ہوا کہ نہ آپ کو اس خلافت کا کوئی طمع تھا نہ کچھ
اس کا غم نہ رنج تھا ۔ پس جو شیعہ خلافت کی بابت جناب
امیرؑ کا رنج ہونا وغیرہ بیان کرتے ہیں وہ خود جھوٹے ہوئے
دوسرا یہ کہ خلافت بھی اجماعی فرمائی ۔ جیسا کہا کہ جب
تم لوگوں نے مجھے خلیفہ بنایا تب میں خلیفہ ہوا ۔ صفحہ ۱۲۴ اپنی
خلافت کے وقت بھی آپ نے فرمایا ۔ اے لوگو اگر تم مجھے
ترک کر دو تو پھر میں تم جیسا ایک فرد ہوں ۔ انتہیٰ ۔ یہ
اس واسطے فرمایا کہ خلافت صرف اجماع کے ہاتھ میں
ہے ۔ صفحہ ۵۱۳ معاویہؓ کی طرف لکھا کہ اے معاویہ اگر
تو شوریٰ اجماع کی طرف سے امور مردم کا مالک ہو گیا
تو یہ شوریٰ اجماع کا مستحق کیونکر ہوا ۔ کیونکہ صاحبان
شوریٰ تو غائب ہیں یعنے وہ مہاجر و انصار جو مستحق اس

مشورہ کے ہیں وہ تیرے پاس نہیں ہیں اور نہ اُنہوں
نے تم کو خلیفہ بنایا ہے۔ صفحہ ۲۴۹ پر فرمایا مجھے اپنی جان
کی قسم کہ اُس وقت تک امامت و خلافت منعقد نہیں
ہوتیں۔ جب تک کہ عامتہ الناس اس پر حاضر نہ ہو جائیں
انتہیٰ۔ یعنے جب تک جس کو اجماع خلیفہ نہ بنائیں تو وہ
مستحق خلافت کا نہیں ہے یعنے بغیر اجماع کے خلیفہ
ہو نہیں سکتا۔ پس خلافت کی بابت جو شیعوں کا نصی
دعوے تھا وہ تو جناب امیرؑ نے خود جھوٹا کر دیا صرف
اس خلافت کو اجماع پر قائم کیا۔ صفحہ ۳۷۹۔ آپ نے
امیر معاویہ کو لکھا کہ اے معاویہ بے شک مجھ سے اُن
لوگوں نے بیعت کی ہے کہ جنہوں نے ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ
سے بیعت کی تھی اور جس امر پر اُن کے ساتھ بیعت کی
تھی اُسی امر پر مجھ سے بیعت کی ہے۔ اب نہ حاضر کو کوئی
عذر ہے نہ غائب رد کر سکتا ہے کیونکہ مشورہ معتبر حق مہاجرین
و انصار کا ہے پس اگر وہ جمع ہو کر ایک شخص کو امام و
خلیفہ مقرر کریں تو ہوتا ہے۔ وہ شخص اللہ کے نزدیک بھی
مرضی و پسندیدہ یعنے جس کو مہاجر و انصار اپنا خلیفہ بنائیں

تو اللہ کے نزدیک بھی وہی مقبول ہے۔ پھر آگے اسی خطبہ میں فرمایا کہ جو اجماع کا منکر و مخالف ہو تو اس کو قتل کرو پس اس تمام کلام سے امیر علیہ السلام نے اس خلافت کی بنا کو تو صرف اجماع امت پر قائم کیا۔ جس سے خلفائے ثلثہ کی خلافت کو تو ایسا کما حقہٗ ثابت کر دیا کہ اب کسی کی بھی کچھ چون و چرا باقی نہیں رہی۔ مگر ایک نہیں۔ نہیں کا علاج تو ہم سے بھی نہیں ہو سکتا۔

نہج البلاغت میں شیعوں کی خیانت و غلطی کا ثبوت

اور جو نہج البلاغت میں خطبہ شقشقیہ کا ہے یا کہیں کہیں اور خطبہ میں بھی مذمت صحابہ کے اشارے ہیں تو وہ علمائے شیعہ کی خود کارروائی اور بناوٹ ہے۔ وہ امیر علیہ السلام کی ہرگز کلام نہیں ہے۔ آپ نے اُن کی کوئی شکایت نہیں کی۔ اگر کوئی شیعہ اس بات کا بھی ثبوت چاہے۔ تو وہ بھی ہم دکھا دیتے ہیں۔ بلکہ ہر کس کے دل لگا دیتے ہیں۔ اوّل تو ذرا اسی کتاب کے اُن دو خطبوں کو دیکھو۔ جن کا اوپر بیان ہو چکا ہے۔ ایک جو صفحہ ۳۲۲ پر ہے اس خطبہ کا ترجمہ تو اس مترجم نے ایسا غلط کر دیا ہے کہ نہ اسکا کوئی معنے بنتا ہے نہ ہی عبارت ملتی ہے۔ دوسرا خطبہ جو صفحہ ۲۰۰ پر ہے

اُس کی بھی اس مترجم نے شرح غلط کی ہے۔ اگر ان دونو کو کسی اور کتاب نہج البلاغت عربی سے مقابلہ کرو تو آپ ہی صاحبان کو اس مترجم کی غلطی تو بخوبی ظاہر ہو جائے گی۔ اور بھی اِس طور تو اس مترجم نے اس میں بہت لغویات لکھ دئے ہیں پس اسی طرح تو سب علمائے شیعہ نے جناب رضی صاحب سے لے کر آج تک تو اس کتاب کو غلط کرتے چلے آئے ہیں۔ مگر خدا کا شان یہ بھی امام کی کلام کا معجزہ ہے کہ اتنی خیانت کے بعد پھر بھی اس میں اتنے کچھ فضائل صحابہ کے بچ رہے ہیں +

دوم اگر نہج البلاغت میں یہ شکایت صحابہ کی جناب امیر نے کی ہوتی تو اسی طرح اپنی دوسری کتاب خود دیوان میں تو آپ کچھ اُن کی شکایت لکھتے +

سوم۔ اگر جناب امیر کو کچھ اُن کی شکایت ہوتی تو آپ کے فرزند حضرت امام حسین علیہ السّلام بھی تو ضرور کچھ نہ کچھ نہ کچھ اپنی کتاب مراۃ العارفین میں اُن کی مذمّت کرتے +

چہارم۔ اگر یہ اصحاب لائق شکایت ہوتے تو امام زین العابدین علیہ السلام شکایت تو کجا کیوں اپنی کتاب کاملہ میں

اُلٹا اُن کی از حد تعریف فرماتے۔ پس جب امیرنے نہ اپنے دیوان میں کچھ اُن کی شکایت کی اور نہ ہی امام حسین علیہ السلام نے کچھ اُن کی مذمت فرمائی اور نہ سید سجادین نے کبھی کوئی اُن کی عیب جوئی کی۔ تو پس اصاف معلوم ہوگیا۔ کہ جو کلمے شکایت صحابہ کے نہج البلاغت میں ہیں۔ وہ ہرگز امام علی علیہ السلام کی کلام نہیں ہے۔ وہ علمائے شیعہ کی بناوٹ اور جوڑ بندی تھی جو خدا نے ظاہر کر دی ۔

پنجم۔ اگر پھر بھی شیعہ صحابہ رض کی شکایت جناب امیرؑ کے ذمے لگائیں تو ہم پوچھتے ہیں کہ جناب امیرؑ نے صحابہ رض کی تعریف اس کتاب میں جھوٹی کی ہے یا اُن کی شکایت جھوٹی کی ہے پس ان دو جھوٹوں میں سے ایک جھوٹ کا تو بقول تمہارے معاذ اللہ جناب امیرؑ پہ الزام آتا ہے۔ کیوں ایسے پاک معصوم پہ اس طرح کے جھوٹے الزام اور ناحق بہتان لگاتے ہو۔ ارے یہ تو ممکن ہی نہیں کہ جناب امیرؑ ایسے امام صادق زبان ایک ہی اپنی کتاب میں بہت جگہ تو خلفائے ثلاثہ کی تعریفیں کریں اور اُن کا شان بیان فرما دیں۔ پھر اُسی زبان اور اسی کتاب میں اُن کی شکایت کریں۔ معاذ اللہ ایسا کام بدنام

تو ادنے انسان بھی کر نہیں سکتا۔ جناب امیرؑ تو
ایسے پاک اور معصوم تھے کہ نہ تو وہ تقیہ کے پابند تھے
نہ کسی کی جھوٹی تعریفیں کرتے تھے اور نہ وہ ریاکار۔ نہ
دو زبان تھے کہ ایک منہ اور ایک زبان سے اُنکی تعریف
کریں اور دوسری زبان سے اُن کی شکایت۔ نعوذ باللہ دیکھو
جناب امیرؓ نے تو اس کا جواب بھی اپنی کتاب میں خود فرما دیا
ہے۔ نہج البلاغت کے صفحہ ۲۱۵ پر فرمایا وہ بہت بُرا آدمی
ہے جو دو صورتوں کے ساتھ آدمیوں سے ملاقات کرے
یعنی کبھی دوست بن کر اُن کی تعریف کرے اور کبھی دشمنی
کے ساتھ اُن کی شکایت کرے تو فرمایا ایسا شخص لوگوں کو
فریب دینے والا جھوٹا اور مکّار ہے۔ پھر اُسی صفحہ پر آگے فرمایا
وہ شخص منافق ہے جو دو زبانوں کے ساتھ ہو۔ انتہیٰ یعنی جو ایک
وقت ایک زبان سے کسی کی تعریف کرے اور دوسرے
وقت دوسری زبان سے اُس کی شکایت یا دل کی زبان سے
کچھ اور کہے اور منہ کی زبان سے کچھ اور جس کو شیعہ تقیہ
بھی کہتے ہیں پس ایسے شخص کو تو جناب امیر نے مکار
اور منافق کہا ہے۔ پس کس کے عقل میں آسکتا ہے

کہ جناب امیر نے دو زبان ہو کر ان کی تعریف بھی کی ہو اور ان کی شکایت بھی معاذ اللہ ایسا تو گمان ہی کرنا حرام ہے اس سے صاف ثابت ہوا کہ جناب امیر نے تو اصحاب ثلاثہ کی تعریف کی ہے نہ کہ شکایت۔ کیونکہ آپ ہرگز دو زبان نہ تھے اور نہ سچ کو چھپاتے نہ سچ میں جھوٹ ملاتے تھے۔ جیسے صفحہ ۲۷ پر فرمایا۔ قسم خدا کی میں نے کبھی امرِ حق کو نہیں چھپایا۔ اور نہ کبھی کوئی جھوٹ بولا۔ انتہیٰ۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ آپ نے جو صحابہ کی تعریف کی ہے وہ ٹھیک ٹھیک سچی اور صحیح فرمائی اس میں جھوٹ اور تقیہ کو دخل نہیں دیا۔ پھر صفحہ ۱۰۰ پر فرمایا کہ کذب و دروغ سے دوری اختیار کرو۔ کیونکہ یہ صفت ایمان سے دور کرنے والی ہے۔ انتہیٰ۔ پھر کس کی سمجھ میں آسکتا ہے۔ کہ آپ ایسے صادق زبان صاحب ایمان نے وہ صحابہؓ کے جھوٹے فضائل بیان کئے ہوں یا دو زبان ہو کر کچھ اُن کی شکایت بھی کی ہو معاذ اللہ۔ پھر صفحہ ۴۶۴ پر فرمایا یہ وہ خطبہ ہے جو آپ نے حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ کو لکھا۔ فرمایا تم نے ظاہر میں تو میری اطاعت کا اظہار کیا اور باطن

ہیں نافرمانی کو چھپائے رکھا۔ مجھے زندگی کی قسم کہ تم دونوں
مہاجرین ہو اس تقیہ کرنے اور حق چھپانے کے سبب زیادہ
سزاوار نہیں ہو۔ انتہٰی۔ یعنے تقیہ کرنے والا اور حق بات کو
چھپانے والا سخت سزاوار ہے اس سے بھی ثابت ہوا کہ
جناب امیرؑ جھوٹ اور تقیہ وغیرہ کو بُرا جانتے تھے اور بھی
جیسے صفحہ ۳۹۰ پر فرمایا کہ میں اُس مُنافق سے خوف
کرتا ہوں جو عالم زبان ہو وہ بات کہے جو تم کو اچھی معلوم
ہو اور کرے وہ جس کو تم بُرا سمجھتے ہو۔ یعنی جو زبان سے
کسی کی تعریف کرے اور دل میں اُس کو بُرا سمجھے تو اس فعل
کرنے والے کو آپ نے منافق فرمایا ہے۔ جس سے صاف سمجھا
گیا کہ جن صحابہ کی آپ نے زبان سے تعریف کی ہے۔ پھر نہ
اُن کی شکایت کی۔ نہ اُن کو دل سے بُرا جانتے تھے۔ پھر صفحہ
۲۵۴ پر فرمایا انسان کو لازم ہے کہ وہ اپنی زبان کی محافظت
کرے۔ مومن کی زبان اُس کے قلب کے پیچھے ہوتی ہے اور
منافق کا قلب اُس کی زبان کے پیچھے ہوتا ہے یعنی مومن
جو بات کہتا ہے۔ اُس کے دل میں وہی ہوتی ہے اور منافق
کی زبان میں کچھ اور رہوتا ہے اور دل میں کچھ اور رہوتا ہے

اس میں بھی ایک تو شیعوں کے تقیہ کو حرام فرمایا دوسرا یہ معلوم ہوا کہ جس طرح اپنی زبان معجز بیان سے آپ نے صحابہ یعنے خلفاء کی تعریف فرمائی ہے۔ اسی طرح دل میں بھی اُن کو اچھا سمجھتے تھے۔ اور بھی فرمایا ایماندار وہ ہے جو سچ بولے جھوٹ نہ کہے۔ جیسے صفحہ ۵۱۵ پر فرمایا ایمان کی علامت یہ ہے کہ اگر جھوٹ سے تجھ کو نفع پہنچے تو بھی سچ کہو اگرچہ اُس میں تیرا نقصان ہی ہو۔ انتہی۔ پس اس تمام امام کی کلام سے تین باتیں حاصل ہوئیں ایک تو جناب امیرؑ نے شیعوں کے تقیہ کو تو ایسا جھوٹا کیا کہ ہر ایک امام کو بھی اُس کے الزام سے بری کر دیا۔ دوسرا یہ معلوم ہوا کہ آپ نے جو حضرتؐ کے صحابہؓ کی صفت و ثنا فرمائی وہ سب کی سب صحیح اور سچی ظہور میں آئی کیونکہ نہ اس میں آپ نے کوئی تقیہ کیا نہ جھوٹ کو دخل دیا تیسرا نہج البلاغت میں جو صحابہؓ کی نسبت شکایت کے کلمے ہیں تو وہ سب بناوٹ علمائے شیعہ کی ثابت ہو گئی۔ جس سے معلوم ہوا کہ آپ نے تعریف کے سوا اُن کی کوئی شکایت نہیں کی۔ کیونکہ آپ ہرگز دو زبان نہ تھے اور نہ ہی

آپ نے کوئی جھوٹ بولا نہ کسی حق بات کو چھپایا جیسے
قسمیہ فرمایا کہ میں نے کبھی کسی امر حق کو نہیں چھپایا اور نہ
کبھی کوئی جھوٹ بولا۔ پس فیصلہ شد۔

خدا کے قرآن میں لفظ شیعہ کی مذمت

اس موقع پر ایک رسالہ موسومہ برہان جلی بندہ کی نظر سے
گذرا۔ جس میں ایک شیعہ نے اس طرح مباحثہ کیا۔ کہا کہ
قرآن میں شیعہ کی کوئی مذمت نہیں بلکہ لفظ شیعہ تو حضرت
آدم سے لے کر محمد صلے اللہ علیہ وسلم تک کل پیغمبروں میں
استعمال ہوتا چلا آیا ہے اور یہی کہا کہ رسول علیہ السلام و تمام
ائمہ کرام کا مذہب شیعہ تھا۔ اور یہی شیعوں کی عام تکیہ
کلام ہے کہ شیعہ مذہب پاک کو کہتے ہیں۔

جواب۔ اس رسالے کے ایک ایک لفظ کی تردید تو
انشاء اللہ تعالےٰ اس ہمارے رسالہ کے اخیر پر کی جاویگی۔
اب ہم اس جگہ تو صرف لفظ شیعہ کی مذمت بیان کر کے
اہل دید صاحب فہمید کے پیش کرتے ہیں۔ اے بھائیو
شیعہ کا لفظی اور عرفی معنی تو شیعہ ہی ہے اور لغوی معنے
گروہ اور ٹولے کا ہے۔ مگر گروہ بھی جو گمراہ ہے۔ اور

ہمارے رسول علیہ السلام کے وقت اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ تک تو اسلام میں کوئی شیعہ کا نام مروّج نہ تھا۔ بلکہ وہ تو اس نام کو قبیح اور بُرا جانتے تھے کیونکہ تمام خدا کے قرآن میں تو یہ نام فتنہ بازوں شریروں مشرک بت پرستوں فرعون اور فرعون کے لوگوں وغیرہ پر استعمال ہؤا ہے۔ جیسے پارہ ۲۰ پاؤ ایک میں اِنَّ فِرعَونَ عَلَا فِی الْاَرضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا۔ یعنے فرعون نے غرور کیا ملک پر اور بنایا زمین کے لوگوں کو شیعہ شیعہ۔ پس معلوم ہؤا کہ یہ فرقہ فرعون کا بنایا ہوا ہے۔ اور شیعہ فرعونی رعیت کا نام ہے اور سرگروہ اُن کا فرعون ہے۔ پارہ ۸ پاؤ ۲ اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَسْتَ مِنْهُمْ فِىْ شَيْءٍ یعنی جنہوں نے راہیں نکالیں اپنے دین میں اور ہو گئے شیعہ شیعہ تجھ کو اُن سے کچھ کام نہیں یعنے اے میرے حبیب تو اُن سے دُوری پکڑ۔ شیعوں کی بڑی معتبر تفسیر عمدۃ البیان جلد اول صفحہ ۳۷۹ پر اس آیت کا خلاصہ یہ لکھا ہے کہا کہ اس جگہ شیعہ شیعہ کا لفظ یہود اور نصاریٰ وغیرہ کفار پر استعمال ہؤا ہے۔ پارہ ۷ پاؤ ۳ قُلْ هُوَ

اَلْقَادِرُ عَلٰۤى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا۔

یعنی کہ اللہ قادر ہے اوپر اُس بات کے کہ بھیجے تم پر عذاب اوپر سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے یا تم کو شیعہ شیعہ بنا کر آپس میں لڑائے یعنی ایسے عذاب میں اللہ تم کو خراب کرے +

صاحب عمدۃ البیان جلد اول صفحہ ۳۵۳ پر لکھتا ہے کہ یہاں شیعہ شیعہ کا لفظ شریروں فتنہ بازوں اور فسادیوں پر استعمال ہوا ہے۔ جیسے کہا کہ یا تو تم کو شیعہ شیعہ بنا کر آپس میں جنگ و جدال کے وبال سے ہلاک کرے

پارہ ۲۱ پاؤ ۲ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا۔ یعنی اے لوگو نہ ہو اُن مشرکین میں سے کہ جنہوں نے پھوٹ ڈالی اپنے دین میں اور ہو گئے شیعہ شیعہ یعنی نہ ہو تم اُن شیعوں سے کہ جنہوں نے فرقہ فرقہ ہو کر اپنا دین برباد کر دیا۔ صاحب عمدۃ البیان جلد سوم صفحہ ۱۳ پر لکھا ہے کہ یہاں شیعہ شیعہ مشرکوں بت پرستوں اور مخالف دین مثل یہود و نصاریٰ وغیرہ کفار کو کہا گیا ہے۔ پارہ ۱۴ پاؤ ۱ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ

قَبْلِكَ فِیْ شِیَعِ الْاَوَّلِیْنَ وَمَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا کَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ یعنی ہم بھیج چکے رسول تجھ سے اگلے شیعوں میں اور نہیں آیا اُن کے پاس کوئی رسول مگر کہتے رہے اُن سے ٹھٹھے +

عمدۃ البیان جلد دوم صفحہ ۱۷۴ پر ہے کہ اس آیت میں شیعہ اُن لوگوں کو کہا گیا ہے۔ جو خدا کے پیغمبروں اور رسولوں کو ٹھٹھہ تحول کرنے والے کافر تھے۔ پارہ ۲۲ پاؤ ۳ کَمَا فُعِلَ بِاَشْیَاعِهِمْ اِنَّهُمْ کَانُوْا فِیْ شَكٍّ مُّرِیْبٍ یعنی ایسا ہی کیا گیا ہے اگلے شیعوں کے ساتھ بے شک تھے وہ بدگمان اور تہمت کرنے والے۔ دیکھو اشیاع جمع شیع کی ہے۔ اور شیع جمع شیعہ کی ہے +

عمدۃ البیان جلد سوم صفحہ ۹۳ پر ہے کہ یہاں شیعہ اُن کافروں کو کہا گیا ہے جو خانہ کعبہ کو بھی گرانے آئے تھے اور جن پر عذاب بھی نازل ہوا پارہ ۲۷ پاؤ ۲۔ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَآ اَشْیَاعَكُمْ یعنی ہم نے ہلاک کیا ہے اگلے شیعوں کو یہ بھی اسیطرح اشیاع جمع شیعہ کی ہے۔ عمدۃ البیان جلد سوم صفحہ ۲۳۳ یہاں شیعہ اگلے کافروں کو کہا گیا ہے۔ اے شیعو! ذرا تو سوچو کہ ان آیات میں نہ کوئی تشابہات ہے نہ

کوئی معمہ ہے۔ سیدھے سیدھے حرف ہیں صاف صاف معنی ہیں نہ کچھ تاویل کی حاجت نہ تفسیر کی ضرورت ہے۔ دیکھو قرآن میں جہاں لفظ شیعہ کا آیا ہے۔ پروردگار نے تو اس کو بار بار گروہ کفار پر استعمال فرمایا ہے۔ پھر تم کیوں آپ کو شیعہ کہلاتے ہو اور کیوں ان آیتوں کا مصداق آپ کو بناتے ہو اس نام کو چھوڑو۔ کفر کی مشابہت سے منہ موڑو۔ خدا کے قرآن کو سچ کر مانو۔ اس کی آیتوں کو خصوصاً مت جانو۔ پھر جناب باری پارہ ۱۶ - پاؤ ۲ میں فرماتا ہے۔ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيَاطِينَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيعَةٍ أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمَٰنِ عِتِيًّا یعنی قسم ہے تیرے رب کی کہ قیامت کے دن ہم ضرور حشر کریں گے۔ انہیں یعنی کافروں کو شیطانوں کے ساتھ پھر حاضر کریں گے۔ ہم انہیں کو گرداگرد دوزخ کے جب زانوؤں کے بل گرائیں گے۔ پھر ہم نکالینگے دوزخ میں ڈالنے کو پہلے ان شیعوں سے جو ہوگا ان میں بہت سخت خدا سے سرکش یعنے کافروں اور شیطانوں کے گروہ میں سے جو بڑا کافر اور نافرمان شیعہ ہوگا۔ پہلے ہم اسی کو دوزخ میں ڈالینگے شیعوں کا مفسر

صاحب عمدۃ البیان جلد دوم صفحہ ۳۱۶ پر لکھتا ہے کہ
فرمایا عزّ وجل نے کہ اُن شیعوں میں سے جو بڑا سرکش
ہوگا۔ پہلے ہم اُسی کو دوزخ میں ڈالیں گے۔ اُس کے
بعد پھر جو سرکش ہوا اسی طرح پے درپے ان سب کو دوزخ
میں ڈالینگے۔ پارہ ۲۰ پاؤ ۲ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے
واقعہ میں جو لفظ عَدُوِّہ کے مقابل بعض لفظ شیعہ کا معنے
دوست اور رفیق کا کرتے ہیں تو وہ اُن کی غلطی اور نافہمی ہے
اُس کو شیعہ اس واسطے کہا گیا کہ گو وہ آپ کے قبیلے بنی
اسرائیل میں سے تھا مگر منافق ومشرک تھا اور اُس گروہ میں
سے تھا جو اس کے پیچھے بھی گوسالہ پرست ہوا۔ مفسرین فرماتے
ہیں کہ اس کا نام سامری تھا۔ جو وہی گوسالہ پرستوں
کا اُستاد تھا۔ تبھی تو حضرت موسےٰ نے پہلے دن بھی
اُس شیعہ کو لفظ مجرمین میں شمار کیا۔ پھر دوسرے دن
تو اِس کی نسبت صاف صاف فرما دیا اِنَّکَ لَغَوِیٌّ
مُّبِیْنٌ۔ یعنے اے مفسد بدخواہ تو ظاہر گمراہ ہے پس
اس موقع میں بھی ثابت ہوا کہ شیعہ شریر اور گمراہ کو
فرمایا گیا نہ کہ کسی نیک شریف کو پارہ ۲۳ پاؤ ۲ وَاِنَّ مِنْ

شِيْعَتِهٖ لَاِبْرَاهِيْمَ۔ اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا ذَا تَعْبُدُوْنَ۔ یعنے اُس کے شیعوں میں سے تھا۔ ابراہیم جس وقت کہ آیا رب اپنے کی طرف سلامت دل ہو کر۔ جبکہ کہا ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہ جس چیز کو تم پوجتے ہو وہ سب جھوٹ ہے میں تم سے الگ ہوں یعنی ابراہیم علیہ السلام قوم شیعہ میں تھے جس سے نکل کر اپنے رب کی طرف صاف دل ہو کر آ گئے۔ دیکھو جنہوں نے اس آیت سے حضرت ابراہیم کو شیعہ ہونا سمجھ لیا ہے وہ سراسر غلطی پر ہیں۔ اس میں تو کچھ ہمارے بھی علماء مغالطہ کھا گئے ہیں۔ ورنہ اس آیت سے تو صاف صاف سمجھا جاتا ہے۔ کہ وہ خود شیعہ نہ تھے قوم شیعہ میں سے تھے۔ ابراہیم علیہ السلام نوح علیہ السلام کی اُس قوم میں سے تھے جو حضرت نوحؑ کے برخلاف اور مخالف ہو کر گمراہی میں چلی آئی تھی۔ جس کو اس آیت سے شیعہ کے نام سے یاد فرمایا۔ جیسا پچھلی آیت میں بھی جناب باری فرماتا ہے۔ کہ ہم بھیج چکے ہیں رسول تجھ سے پہلے اگلے شیعوں میں جو پیغمبروں کو ایذا پہنچاتے تھے۔ پس اگلے شیعہ

اُس گمراہ قوم کو فرمایا۔ کہ جس میں سے حضرت ابراہیم کا
باپ آذر بھی گمراہ اور بت پرست تھا۔ جیسا پارہ ۲۵ پاؤ ۲
میں بھی فرماتا ہے۔ وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِیْمُ لِاَبِیْهِ وَقَوْمِهٖ
اِنَّنِیْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ یعنی جیسے کہا ابراہیم نے اپنے
باپ سے اور اپنی قوم کے لوگوں سے کہ بے شک میں بیزار ہوں
تم سے اور اُس چیز سے کہ جس کو تم پوجتے ہو۔ یعنی بتوں
سے پھر حضرت ابراہیم نے اس قوم گمراہ شیعہ سے بیزار
ہو کر حضرت نوح کے دین پر سنّت خدا کو اختیار کیا جس کی خدا
اسی آیت میں خبر دیتا ہے۔ اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ
یعنی آیا ابراہیم اپنے اللہ کی طرف پاک دل ہو کر یعنی خدا
نے حضرت ابراہیم کو اُن شیعوں سے نکال کر جدا کیا
پھر آپ کو سلامت دل پاک اور معصوم بنا کر اپنی طرف
بلا لیا پس قرآن مجید سے ثابت ہو گیا کہ وہ قوم جس میں
حضرت ابراہیم تھے۔ جن کو شیعہ کہا گیا ہے وہ مشرک بُت
پرست و گمراہ تھی۔ مگر حضرت ابراہیم ہرگز شیعہ نہ تھے ہاں اُس
قوم شیعہ میں سے تھے جیسا فرمایا مِنْ شِیْعَتِهٖ یعنے اُس کے
شیعہ میں سے ہے۔ سو شیعہ میں ہونا اور بات ہے اور شیعہ

ہونا اور بات ہے۔ ایسا تو جاہل قوم میں سے ہمارے
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بھی نور ظہور نہ ہوا ایس
باوجود جاہل قوم میں ہونے کے حضرت خود جہل وغیرہ
سے پاک ومبرہ تھے۔ ایسا ہی حضرت ابراہیم علیہ
السلام قوم شیعہ میں تھے۔ لیکن خود شیعہ سے پاک
اور مستثنے تھے۔ اگر پھر بھی کوئی شیعہ صاحب اس
آیت میں شک کرے تو ہم اور بھی چند وجہ سے اُس
کا شک رفع کر سکتے ہیں۔ اول تو جب نو آیتیں خدا کے
مخالفوں اور دشمنوں کو شیعہ کہتے ہیں تو یہ ایک آیت کیونکر اُن
سب کے برخلاف معاذ اللہ خدا کے دوست کو شیعہ کہہ
سکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ دوم جب نو گواہان کی متفق شہادت کے
مقابل فرض کیا بقول تمہارے ایک گواہ کی مشکوک شہادت پر
اس تمہاری شکی بات کو کون تسلیم کرتا ہے۔ کیونکہ عدالت انصاف
بھی تو کثرت ثبوت کی طرف فیصلہ دیتی ہے۔ سوم۔ اگر اُن
نو آیتوں میں سے کسی ایک ہی آیت میں کہیں نیک مومن
کی طرف لفظ شیعہ کا کچھ اشارہ ہی ہوتا۔ تب آپ کچھ
اس آیت میں بھی شک کر سکتے تھے جب سب قرآن

ہی ہیں ایسا نہیں ہے تو پھر اس آیت میں بھی یہ تمہاری
شکی بات قابل سماعت نہیں ہے۔ پھر کسی طرح بھی اس آیت
سے حضرت ابراہیم کا شیعہ ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ لیے بھائیو
سب قرآن میں دیکھ لو کہ خدا نے ہر جگہ لفظ شیعہ تو اپنے دشمنوں
اور نا فرمانوں کے حق میں فرمایا ہے تا کہ مومن وغیرہ کے
شان میں پس تمام قرآن خدا کے فرمان سے لفظ شیعہ کی
ناپاکی اور مذمت تو اظہر من الشمس ثابت ہو گئی پھر آئمہ علیہم السلام
کو شیعہ کہنا تو گویا آئمہ پاک کو اُن خدا کے دشمنوں کے ساتھ نسبت
دینا ہے جن کا اوپر ذکر ہوا ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔

قرآن شریف میں لفظ سنّت کی تعریف

اب ذرا اس کے مقابل میں قرآن شریف سے لفظ سنّت
یا اہل سنّت کی بھی کچھ تعریف سنئے۔ پارہ ۲۲ پاؤ ۱۔ سُنَّةَ اللّٰهِ
فِی الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَکَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا
مَّقْدُوْرًا یعنی سنّت طریقہ اللہ کا ہے اُن لوگوں میں جو گذر
گئے ہیں پہلے بھی یعنی پیغمبر اور ہے خدا کے کام کا اندازہ مقرر
کیا ہوا۔ عمدۃ البیان جلد سوم صفحہ ۶۴ پر کہا کہ سنت طریقہ
اللہ کا ہے جو چلا آیا ہے اگلے پیغمبروں میں بھی پارہ ۵ پاؤ ۱۔

يُرِيْدُ اللهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ۔ یعنی اللہ چاہتا ہے کہ تمہارے واسطے بیان کرے اور چلاوے تم کو اگلوں کی سنت پر یعنی گذشتہ پیغمبروں کے دین اور طریقے پر اور معاف کرے تم کو عمدۃ البیان جلد اوّل صفحہ ۱۳۲ پایا کہ ہدایت کرے اللہ تم کو طریقہ اُن لوگوں کے جو پہلے تم سے مثل ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ کے پارہ ۱۵ پاؤ ۲۔ سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا۔ یعنی سنت طریقہ اُن لوگوں کا ہے۔ جو تجھ سے پہلے بھیجے ہم نے اور نہ پاوے گا تو میری سنت اور دستور میں تفاوت یعنی سب پیغمبروں میں اسی طرح میری سنت کا طریقہ چلا آیا ہے۔ کہ میری سنت کے مخالف کو سزا اور موافق کو جزا کہ اس میری سنت کو کوئی بدلنے والا نہیں ہے۔ عمدۃ البیان جلد دوم صفحہ ۲۵۵ طریقہ رکھا اُن رسولوں کا کہ تحقیق بھیجا ہم نے اُن کو پہلے تجھ سے پیغمبروں میں سے کہ جو کوئی پیغمبروں کو کاٹے یا جھٹلاوے تو ہم ہلاک کرتے ہیں اُس کو اور نہ پاسکے گا تو اسے محمدؐ واسطے اس سنت اور

طریقے ہمارے کا پھر جانا اور بدل جانا پارہ ۲۶ پاؤ ۳ ۔ سُنَّۃَ
اللّٰہِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّۃِ اللّٰہِ تَبْدِیْلاً
یعنی سنت اللہ کی ہے جو چلی آتی ہے پہلے سے اور نہ دیکھیگا
اللہ کی سنت بدلتی ۔ دیکھو سنت اللہ کے لفظ کو حق سبحانہ
و تعالےٰ بار بار فرماتا ہے کہ یہ میری سنت ہے اس کو کوئی
تبدّل تغیّر کرنے والا نہیں ہے یعنی نہ میرے عذاب کو کوئی
روک سکتا ہے نہ میرے ثواب کو کوئی ہٹانے والا ہے
عمدۃ البیان جلد سوم صفحہ ۲۷۳ یعنے سنت طریقہ اللہ
کا ہے اس کو کوئی بدل نہیں سکتا ۔ پارہ ۱۴ ۔ پاؤ ۱ ۔ وَ
قَدْ خَلَتْ سُنَّۃُ الْاَوَّلِیْنَ ۔ یعنی بے شک گذر گئی ہے
سنتِ الٰہی اگلے لوگوں کو ہلاک کرنے میں یعنی پہلے جو نافرمان
تھے اُن پر بھی خُدا کی سنت غالب آئی اور ہلاک ہوئے پارہ
۱۵ پاؤ ۴ ۔ اِلَّآ اَنْ تَاْتِیَھُمْ سُنَّۃُ الْاَوَّلِیْنَ یعنے کہ
پہنچی اُن پر سنت خدا کی اگلوں کی طرح ہلاک کرنے
والی ۔ عمدۃ البیان جلد دوم صفحہ ۲۸۵ یعنے پہنچا طریقہ
خدا کا ہلاک کرنے والا اگلے لوگوں کو بھی پارہ ۲۴ پاؤ ۳ سُنَّۃَ
اللّٰہِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ فِیْ عِبَادِہٖ وَخَسِرَ ھُنَالِکَ الْکٰفِرُوْنَ ۔

یعنی سنت اللہ کی ہے جو چلی آئی ہے اس کے بندوں میں اور
خراب ہوئے اسجگہ کافر۔ عمدۃ البیان جلد سوم صفحہ ۹۰ لکہا کہ سنت
طریقہ اللہ کا ہے اسکے اگلے بندوں میں چلا آیا ہے اور کافر کا نازل
عذاب کے وقت ایمان لانا قبول نہیں پارہ ۹ پاؤ ہم قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا
اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ ط وَاِنْ يَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ
الْاَوَّلِيْنَ یعنی کہ واسطے اُن کافروں کے کہ اگر باز آویں کفر سے تو بخشے
جاوینگے اُن کے گناہ جو آگے ہوئے انسے اگر پھر کرینگے نافرمانی تو سنت
اللہ کی اُن کو اگلوں کی طرح ہلاک کرے گی سب مفسرین سُنَّتُ
الْاَوَّلِيْنَ کے یہی معنے لکھتے ہیں کہ جو اگلے کفار کی رسم
اختیار کرے گا وہ اہل نار ہوگا اور جو سابقہ پیغمبروں اور
مومنوں کی چال پہ چلے گا وہ جنت میں داخل ہوگا پس
سُنَّتُ اللہ کا یہی دستور ہے جس کو کوئی بدلنے والا نہیں کیونکہ
سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ فعل خدا ہے نہ فعل کفار جیسا کہ اگلی آیت
میں بھی فرمایا پارہ ۲۲ پاؤ ہم۔ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ
الْاَوَّلِيْنَ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا
وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا۔ یعنی نہیں
دیکھتے لوگ سنت اللہ کو جو اگلوں میں جاری تھی یعنی جیسا

اہل تکذیب پر عذاب اور اہل عمل کو ثواب ۔پس نہ پاویگا تو اس اللہ کی سنت کا بدلنا اور نہ پاویگا تو اللہ کی سنت کا ٹلنا ۔ دیکھو تمام اپنے قرآن میں پروردگار نے بار بار سنت اللہ فرمایا ہے یعنی یہ سنت طریقہ اللہ کا ہے پس اللہ کی سنت وہی سنت رسول کی ہے پھر اس پر چلنے والوں کو اہل سنت کہا گیا اور سنت جماعت بھی نام رکھا گیا یعنی خدا و رسول کی سنت پر چلنے والی جماعت ۔پس الحمدللہ کہ قرآن شریف سے تو لفظ شیعہ کی مذمت اور لفظ سنت کی تعریف ثابت ہوگئی جس سے صاف سمجھا گیا کہ خداوند کریم کی طرف سے بھی سنت راہ مستقیم ہے ۔

ایک شیعہ نے کہا کہ لفظ سُنَّةُ الْاَوَّلِیْنَ تو خدا نے اگلے کافروں کے فعل اور طریقے کو بھی فرمایا ۔ اور اسی طرح لفظ شیعہ بھی مومن اور کافر دونوں پر آیا ہے ۔جواب محض غلط دیکھو پروردگار نے تو بار بار اپنے قرآن میں لفظ سنت اللہ فرماتا ہے یعنی یہ سنت طریقہ اللہ کا ہے پھر اللہ کے طریقے اور فعل کے ساتھ کافروں کے فعل اور طریقے کی نسبت دینا تو گویا اپنے ایمان کو استعفےٰ دینا ہے ۔کیونکہ سنت فعل خداہی نہ فعل کفار اور لفظ شیعہ تو خدا نے صریح طور طریقہ و فعل کا فرکا

فرمایا ہے جیسا پارہ ۲۰ پائو ا میں فرمایا۔ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِی الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَھْلَھَا شِیَعًا یعنے فرعون نے غرور کیا ملک پر اور بنایا زمین کے لوگونکو شیعہ شیعہ پس لفظ شیعہ تو فعل اور طریقہ فرعون وغیرہ کا ثرونکلا پایا گیا اور سنت اللہ تو فعل و طریقہ خدا کا ثابت ہوا پھر ان دونوں کی آپس میں کیا نسبت اور نہ ہی سنت اللہ کی طرح خدا نے کسی جگہ لفظ شیعۃ اللہ فرمایا ہے۔ ہاں خداوند اپنی سنت کو کافروں پر عذاب کے لئے اور مومنوں پر ثواب کے لئے تو اس طرح غالب فرماتا ہے جیسا فریقین کے مفسرین بھی سُنَّۃُ الْاَوَّلِیْن کا یہ معنے لکھتے ہیں۔

۱۴ پارہ ۱۰ پاؤ فرمایا وَقَدْ خَلَتْ سُنَّۃُ الْاَوَّلِیْنَ یعنے گذر گئی ہے سنت الٰہی اگلے لوگوں کو ہلاک کرنے میں پھر پارہ ۱۵ ۔۱۴ پا میں اِلَّا اَنْ تَاْتِیَھُمْ سُنَّۃُ الْاَوَّلِیْنَ یعنے پہنچی اُن پر سنت خدا کی اگلوں کی طرح ہلاک کرنے والی پس تفسیر حسینی اور قادری وغیرہ میں بھی سُنَّۃُ الْاَوَّلِیْنَ کا معنے تو وہی سنت خدا کا ثابت ہوا۔ اگر اتنے پر تشفی نہ ہو تو اور لو شیعوں کی معتبر تفسیر عمدۃ البیان جلد دوم صفحہ ۲۸۵ پر تو یہ مفسر بھی اس آیت سُنَّۃُ الْاَوَّلِیْنَ کا یہ معنے لکھتا ہے یعنے پہنچا طریقہ خدا کا ہلاک کرنے والا اگلے لوگوں کو بھی دیکھئے یہ تمہارا مفسر بھی سُنَّۃُ الْاَوَّلِیْنَ کا معنے طریقہ خدا کا لکھتا

ہے نہ کہ طریقہ کافروں کا اور اگلی آیت میں تو سُنَّةُ الْاَوَّلِیْنَ کے

معنے کا تو خدا نے خود ہی تصفیہ فرما دیا ہے پارہ (۲۲) ۴ پارہ میں

فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّةَ الْاَوَّلِیْنَ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا

وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَحْوِیْلًا یعنے نہیں لوگ سنّت اللہ کو

دیکھتے جو اگلوں پر جاری تھی یعنے کافروں پر عذاب اور مومنوں پر

ثواب پس نہ پاوے گا تو اس اللہ کی سنّت کا بدلنا اور نہ پاوے گا تو اللہ

کی سنّت کا ٹلنا پس قرآن خدا کے فرمان سے ثابت ہو گیا کہ سنّت

کا لفظ تو خدا نے خاص مخصوص کیا ہے اپنی ذات پر نہ کہ معاذ

اللہ کسی کافر وغیرہ پر اور اسی طرح شیعہ کا لفظ بھی خدا نے

استعمال کیا ہے کفار پر نہ کہ کسی مومن وغیرہ پر ۔

ائمہ علیہم السلام کے مذہب کا بیان اور بدعت کا ذکر

اب دیکھنا چاہیے کہ جناب امیر علیہ السلام اور ائمہ کرام

کا مذہب اور عقیدہ بھی اسی اہل سنّت پر تھا۔ یا کہ

مذہب شیعہ پر پس اوّل تو جناب امیر کی یہ کتاب نہج البلاغت

و حضرت امام حسین علیہ السلام کی کتاب مراۃ العارفین اور حضرت

امام زین العابدین سید الساجدین کی کتاب صحیفہ کاملہ اگر

ان تینوں کو غور سے بنظر انصاف دیکھو تو ان سب کا مقصود

اور اصولِ علم تصوّف ہے جس کو شیعہ اپنے مذہب کے مخالف جانتے ہیں اور ان تمام ائمہ کرام کا عقیدہ تو خاص شریعت مذہب سنت والجماعت ہے۔ اس کا بھی ثبوت دیکر ہم اپنا دعوےٰ مضبوط کرتے ہیں دیکھو جناب امیرؓ نہج البلاغت کے صفحہ ۱۲۸ پر فرماتے ہیں۔ شریعت کی راہ نہایت واضح ہے وہ تمہیں دارالسلام کی طرف بلا رہی ہے۔ انتہیٰ یعنی اے لوگو اس شریعت کے رستے کو مضبوط پکڑو۔ کیونکہ یہی راستہ خدا کی طرف پہنچانے والا ہے (صفحہ ۲۰۵) جناب امیرؓ فرماتے ہیں کہ میں تم کو دو چیزوں کی وصیت کرتا ہوں ایک خدا کو واحد سمجھنا۔ دوسرا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی سنّت کو ضائع نہ کرنا۔ انتہیٰ یعنے اے لوگو طریقۂ سنّت پر چلو اور شریعت کی حدوں کو مت توڑو۔ صفحہ ۲۵۳۔ اس خطبہ میں بہت شریعت کے مسائل فرمائے اور قرآن شریف کی تعریف میں فرمایا کہ قرآن ایسا ناصح ہے کہ جس میں ذرہ بھی خیانت کی بو نہیں ہے یہ ایسا ہادی ہے کہ ہرگز گمراہ نہیں کرتا۔ یہ ایسا خبر دینے والا ہے کہ جھوٹ نہیں بولتا۔ پس اس کے پیرو ہو کر اس پر عمل کرو اہلِ بدعت کو دور کرو اور شریعت رسول پر قائم

ہو اور سچ بولو۔ جھوٹ کے نزدیک ہرگز نہ ہو وغیرہ وغیرہ

یہ خطبہ طول ہے۔ اس سالم خطبہ کا ملاحظہ کرنا پس اس میں

تو جناب امیرؑ نے قرآن کی تائید اور شریعت پر چلنے کی

تاکید فرمائی۔ اور جو لوگ قرآن پر غلطی وغیرہ کا طعن کرتے

ہیں اُن کو بھی پشیمان کیا۔ صفحہ ۲۷۶ پر فرمایا۔ یاد رکھو۔ آدمی

دو قسم ہیں۔ ایک شریعت پیغمبرکی پیروی کرنے والا۔ دوسرا

ایسی بدعت کا ایجاد کرنے والا کہ جس کے لئے پروردگار کی

جانب سے کوئی سند شرعی مقرر نہیں ہے۔ انتہی۔ یعنے

جناب امیر نے تمام آدمیوں کے دو فرقے ارقام فرمائے

ایک حضرت کی شریعت پر چلنے والا فرقہ اہل سنّت دوسرا

فرقہ اہل بدعت کا فرمایا۔ جس سے صاف ثابت ہوگیا

کہ جو لوگ شریعت و سنّت کے برخلاف ہیں پس وہ سب

فرقے بدعتی ہیں۔ صفحہ ۲۹۱ پر فرمایا۔ مَیں تمہیں دو وصیتیں

کرتا ہوں۔ ایک خداتعالےٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرنا۔

دوسرا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی سنّت کو ضائع نہ کرنا۔ اور

ہر دو عمودوں اور ستونوں کو قائم رکھنا۔ انتہی۔ دیکھو آپ نے

دین کے دو ستون فرمائے۔ ایک خدا کی وحدانیت دوسرا حضرت

کی سنت و شریعت کو فرمایا۔ صفحہ ۲۰۰ پر فرمایا۔ تم بدعتوں سے
پرہیز کرو اور پیغمبر کا طریقہ ترک نہ کرو۔ شریعت کے وسیع
اور فراخ رستے کو اپنے لئے لازم سمجھو۔ انتہیٰ یعنی اس شریعت
کے رستے کو نہ چھوڑو اور بدعتوں سے دور رہو۔ صفحہ ۱۴۲ پر
فرمایا۔ امام وہ ہے جو سنت نبی کا مائل ہو یعنی جو سنتِ نبوی پر
چلنے والا ہو۔ وہ امام برحق ہے صفحہ ۱۹۳ پر فرمایا وہ امام قرآن
سنتِ پیغمبر کو زندہ کرے گا جبکہ لوگ ہدایتوں کو اپنی خواہشوں
کی طرف مائل کرینگے اور قرآن میں اپنی رائے کو دخل دیوینگے
یعنی ایک وہ زمانہ آوے گا کہ لوگ ہدایت یعنی خدا و رسول
کی کلام کو تو نہ سنینگے اور اپنی خواہشوں پر چلینگے اور قرآن میں
تاویلیں کرکے اُس کو غلط بنادینگے اور اپنی رائے پر اپنا
مذہب چلادینگے۔ اس وقت جب وہ امام آخر الزمان آویگا
تو وہ بھی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت اور سنت
پر لوگوں کو قائم کرے گا پس اس سے بھی تمام ائمہ کرام اور
امام آخر الزمان تک تو اُن سب کا طریقہ اہل سنت ہونا ثابت
ہوگیا اور صفحہ ۲۸ پر فرمایا دیکھو دائیں بائیں جنوب شمال ضلالت
اور کفر کی راہیں کھلی ہوئی ہیں اور درمیانی راستہ جو ہے وہی

صراط مستقیم ہے۔ اسی رستے پر نبوت کے آثار باقی ہیں اور
اسی پر خدا کی کتاب ہے اور اسی رستے سے سنت و طریق رسول
کا پتہ چلتا ہے اور انجام کار دنیا و آخرت کا یہی مرجع ہے۔
انتہی۔ دیکھو درمیانی راستہ جناب امیرؑ نے اہل سنت کا فرمایا
جو کمی اور بیشی محبت اہل بیت کے درمیان ہے جس کا اوپر
بھی ذکر ہو چکا ہے۔ اور یہی جیسا فرمایا کہ یہی سنت طریقہ
رسول کا ہے اور یہی خدا کی طرف سیدھا راہ ہے۔ اور
اسی پر خدا کی کتاب ہے اور بھی فرمایا کہ اس طریقے اہل
سنت کے سوا تو ہر طرف کے رستے میں کفر و گمراہی ہے۔ پس
اس طریقے کے حق ہونے میں اور جناب امیر کا بھی اہل سنت
ہونے میں اب کونسا شک باقی رہا۔ پھر صفحہ ۱۴۴ پر فرمایا
کہ تم کوئی نیا طریقہ ایجاد نہ کرو اور طریقہ سنت کی بنا کو قائم کرو
پھر صفحہ ۱۵۵ پر فرماتے ہیں کہ تم اپنے نبی کی ہدایتوں کے مقید
ہو اور اپنے نبی کی اقتدا کرو۔ کیونکہ یہ بہترین رہنما ہے
اور تم قرآن کا علم حاصل کرو یعنی اپنے پیغمبر کی شریعت اور
سنت پر چلو اور اسی کی حدیثوں پر عمل کرو اور خدا کے قرآن
کی موافقت کرو۔ جیسا صفحہ ۲۴۶ پر بھی فرمایا تمہیں لازم ہے

کہ کتاب خدا و سنت رسول کے ساتھ ہمارے طریقے پر عمل
کرو۔ رسول کے حق کو قائم کرو۔ اُس کی شریعت کو بلند و
برتر بناؤ۔ پس اس سے بھی ثابت ہوا کہ آپ کا مذہب و طریقہ
تو بھی خدا کا قرآن اور حضرت کی شریعت و سنت تھی جیسا
فرمایا کہ کتاب خدا و سنت رسول کے ساتھ ہمارے طریقے
پر عمل کرو جس سے صاف معلوم ہوا کہ آپ حضرت کی شریعت پر
چلنے والے خاص سنت جماعت تھے۔ اب ذرا جناب امیر
علیہ السلام کا ایک اور قول بھی سُنیے۔ نہج البلاغت کے
صفحہ ۱۸۱ پر فرمایا۔ تم بھی اپنے لئے اُس سنت کو قائم کرو اور
اس جماعت کلاں کی پیروی کرو۔ کیونکہ اس جماعت پر خدا
کا ہاتھ ہے۔ یعنے سنت و جماعت کی پیروی کرو۔ کیونکہ
اس سے جُدا ہونے والا شیطان کا گروہ ہے۔ انتہیٰ
یعنے جو سنت جماعت کے برخلاف ہوگا وہ شیطان
کی جماعت میں داخل ہوگا۔ پس اس تمام کلام سے
امیر علیہ السلام کا صاحب شریعت ہوکر مذہب اہل سنت و
جماعت ہونا تو ٹھیک ٹھیک تصدیق ہوگیا۔ اب ذرا ایک دوسرے
امام کا بھی کچھ مذہب و طریقہ دیکھنا چاہیئے امام ابن الامام

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام بھی اپنی کتاب صحیفہ کاملہ کے صفحہ ۳۳ پہ فرماتے ہیں۔ خداوندا چلا ہم کو طریقہ سنّت پر اور دور کر بدعتوں سے۔ پھر صفحہ ۳۹ پہ فرمایا۔ الٰہی قائم رکھ ہم کو اپنے فرض اور سنت پر۔ صفحہ ۴۰ پہ فرمایا اے خدا میں پناہ مانگتا ہوں مخالف راہ راست سے اور مخالف ہونے طریقہ سنّت سے۔ دیکھو امام صاحب تو طریقہ اہل سنت کے سوا اور سب مذہبوں کے لئے خدا سے پناہ مانگتے ہیں صفحہ ۹۳ پہ فرمایا لازم پکڑو جماعت کو اور ترک کرو بدعت کو انتہٰی۔ یعنے طریقہ سنت و جماعت کے سوا اور سب مذہب بدعت ہیں۔ اُن سے دور رہو۔ (صفحہ ۲۱۶) پہ سیّد ساجدین فرماتے ہیں وہ گمراہ نہیں ہوتا جس نے قصد یعنے قائم کیا سنت رسول کو صفحہ ۲۱۶ پہ فرمایا۔ خداوندا زندہ رکھ ہم کو سنت رسول پر اور موت دے ہم کو اُن کے دین پہ صفحہ ۲۲۵ پہ فرمایا۔ الٰہی چلا ہم کو اُس سنّت پر جو سنّت کی ہے رسول تیرے نے۔ صفحہ ۲۴۱ پہ فرمایا۔ خداوندا نصرت دے سنّت کی پیروی کرنے والے لوگوں کو انتہٰی۔ یعنی اہل سنت کو اپنی نصرت اور ہدایت عطا فرما صفحہ ۲۴۳ پہ امام صاحب

فرماتے ہیں۔ الٰہی مومنوں کو توفیق دے طریقۂ سنت پر چلنے کی۔ انتہٰے۔ دیکھو سید ساجد بن بھی کس طرح دعا مانگتے ہیں۔ کہ الٰہی ہر مومن مسلمین کو طریقہ اہل سنت پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔ پس اس تمام کتب و کلام سے ان ائمہ کرام کا مذہب و طریقہ تو خاص سنت و جماعت ثابت ہو گیا۔ مذہب شیعہ کی تو ان میں کہیں بو تک بھی نہیں آئی۔ ذرا اس جگہ ہم پیغمبر علیہ السلام کی دو تین حدیثیں اور دو چار اور بھی ائمہ کرام کے اقوال بطور نمونہ شیعوں کی بڑی معتبر کتاب کافی کلینی سے نقل کرتے ہیں۔ جلد دوم صفحہ ۲۱۳ پر یہ حدیث مروی ہے۔ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ یعنے حضرت نے فرمایا کہ جس نے میری سنت سے رو گردانی کی وہ مجھ سے نہیں ہے۔ یعنے وہ میری امت سے نہیں ہے۔ کافی کلینی جلد دوم صفحہ ۴۰ پر دیگر حدیث لَا قَوْلَ اِلَّا بِعَمَلٍ وَلَا قَوْلَ وَلَا عَمَلَ اِلَّا بِنِیَّۃٍ وَلَا قَوْلَ وَلَا عَمَلَ وَلَا نِیَّۃَ اِلَّا بِاِصَابَۃِ السُّنَّۃِ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ہے قول مگر ساتھ عمل کے اور نہیں ہے عمل اور نہیں ہے قول مگر ساتھ نیت

کے اور نہیں ہے قول اور نہیں ہے عمل اور نہیں ہو نیت مگر ساتھ طریقۂ سنّت کے یعنی مومن مسلمان کے اعمال تب قبول ہیں جبکہ طریقۂ سنّت پر ہوں یعنی سنی ہو نہیں تو فرمایا کہ اُس کا کوئی بھی عمل قبول نہیں ہے۔ اصول کافی کلینی جلد اوّل صفحہ ۴۰۔ مَنْ خَالَفَ کِتَابَ اللّٰہِ وَسُنَّۃَ مُحَمَّدٍ فَقَدْ کَفَرَ۔ یعنی کفر ہے وہ جو برخلاف ہو قرآن کے اور جو برخلاف ہو سنّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یعنے سنت رسول کا مخالف کافر ہے۔ کافی کلینی جلد اوّل صفحہ ۴۰ فَمَنْ کَانَتْ فِطْرَتُہٗ عَلَی السُّنَّۃِ فَقَدِ اھْتَدٰی وَمَنْ کَانَتْ فِطْرَتُہٗ عَلَی الْبِدْعَۃِ فَقَدْ غَوٰی۔ امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جس شخص کی پیدائش ہو سنت سے وہ ہے ہدایت پر اور جس کی پیدائش ہو بدعت پر وہ ہے گمراہ یعنے سنت کی پیدائش والا راہ راست پر ہے اور جو سنّی نہیں وہ بدعتی و گمراہ ہے کافی کلینی جلد اول صفحہ ۴۰۔ اِنَّ اَفْضَلَ الْاَعْمَالِ عِنْدَ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ مَا عَمِلَ بِالسُّنَّۃِ وَاِنْ قَلَّ یعنے حضرت امام

زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا کہ سب عملوں سے خدا کے نزدیک بڑی فضیلت والا سنتی عمل ہے۔ اگرچہ تھوڑا ہو یعنے خدائے تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول عمل وہی ہے۔ جو طریقہ سنت سے کیا جاوے گا۔ اگرچہ تھوڑا ہو۔ اِس سے بھی صاف پایا گیا کہ سوائے طریقہ اہل سنت کے کوئی عمل قبول نہیں ہے۔ اور کافی کلینی جلد اوّل صفحہ ۴۰ پر قول علی علی علیہ السلام سُنَّةُ الْاَخْذُ بِهَا هُدًى وَتَرْكُهَا ضَلَالَةٌ فرمایا جناب امیر علیہ السّلام نے کہ سنت کا پکڑنا یعنی سُنی ہونا ہدایت ہے اور اُس کا ترک کرنا یعنی سُنّی نہ ہونا گمراہی ہے۔ پس اس کلام سے بھی تمام آئمہ کرام کے مذہب کا ٹھیک ٹھیک تصفیہ ہوگیا۔ جس سے صاف معلوم ہوا کہ وہ خاص اہل سنّت تھے نہ کہ شیعہ اور بھی کتاب نہج البلاغۃ و مراۃ العارفین اور صحیفہ کاملہ اگر ان تینوں کو غور سے دیکھو تو اُن کے تمام مسائل و دلائل بھی سب کے سب مذہب اہل سنت کے مطابق ہیں ہم حیران ہیں کہ یہ تمام ائمہ علیہم السّلام تو اپنی ہر کتاب کے ہر مقام میں اپنا مذہب و طریقہ تو اہل سنت بتلاویں اور عام تمام

کو بھی شریعت رسول کی تاکید اور مذہب سنت وجماعت
کی تاکید فرما دیں پھر یہ صاحبان کس سند ثبوت کے ذریعہ
سے آپ کو شیعان علی کہلاتے ہیں۔ اور اپنے مذہب کو
اُن کا مذہب بتلاتے ہیں ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ
اس مذہب کی کس امام پر بنا ہے اور کون اس کا ابتدا
ہے۔ افسوس! کہاں ہیں دین کے صرّاف۔ کھوٹے اور
کھرے کا انصاف کریں۔ تعصب نے تو انصاف کا خاتمہ
کر دیا۔ زمانہ یکایک اُلٹ گیا۔ نہ خدا کا خوف رہا نہ قیامت کا
ڈر اور کبھی نہ غور کرکے کوئی کسی امام کی کلام کو دیکھتا اور سُنتا
ہے اور نہ اُن کے فعل اور فرمان کو مانتا ہے۔ اور نہ
کوئی کسی اولیاء اللہ کے طریقہ اور چال پر خیال کرتا ہے
اور نہ ہی کوئی اپنے سابقہ بزرگوں کی پیروی کو دیکھتا ہے۔
نہ قرآن پر ایمان نہ حدیث پر یقین ہے بلکہ حضرت کی
شریعت پر تو انکار ہے۔ جھوٹ اور بدعت کا گرم بازار ہے
کہ اس حال کی بھی جناب امیر نے پیشین گوئی فرمائی ہے
نہج البلاغۃ کے صفحہ ۲۰۲ پر فرمایا کہ میرے بعد ایک وہ
زمانہ آوے گا جس میں لوگ حق کو چھپائیں گے اور جھوٹ

کو ظاہر کرینگے خدا و رسول پر افترا کرینگے۔ قرآن میں تاویلیں
کرکے خدا و رسول کی کلام کو جھٹلا دیں گے۔ حکم الٰہی کو قبیح
سمجھینگے۔ ناحق کی طرف یعنے شیطان اور بدعتوں کے رستے
پر دوڑینگے۔ قرآن پر عمل نہ کرینگے۔ کتاب خدا کا تو نام ہی
نام باقی رہ جاویگا۔ دیکھو اب وہی زمانہ آگیا ہے لوگ قرآن
میں طرح طرح کی تہمتیں لگاتے اور اُس کو غلط بتاتے ہیں بعضے
تو اپنی رائے کے موافق اُس میں تاویلیں کرکے اس کا معنے
بدلتے ہیں اور بعضے اُس کو غلط یا بے ترتیب کہتے ہیں۔ اور
بعضے کہتے ہیں کہ اس سے جناب امیرؑ و تمام ائمہ کرام کے
نام نکالے گئے ہیں اور بعضے اُس کو بیاض عثمانی کہتے ہیں۔
اور بعضوں کا قول ہے کہ وہ چالیس سپارے کا قرآن اور
ہے جو امام آخر الزمان کے پاس ہے۔ اگر کوئی شیعہ ان باتوں
سے انکار کرے تو وہ ہماری کتاب شوائظ البرقات
کے طعن قرآن میں دیکھ لے۔ دیکھو یہ عقائد بھی ان کا جناب
امیرؑ کے برخلاف ہے۔ جیسا اوپر فرمایا کہ قرآن ایسا ناصح
ہے کہ جس میں ذرا بھی خیانت کی بو نہیں ہے یہ ایسا ہادی
ہے کہ ہرگز گمراہ نہیں کرتا۔ یہ ایسا خبر دینے والا ہے کہ جھوٹ

نہیں بولتا پس جو فرقہ خدا کے قرآن کو بھی غلط جانے اور
حضرت کی حدیث کو بھی جھٹلائے اور نہ مانے اور شریعت کا
تو نام ہی سنکر کوسوں بھاگ جائے۔ جھوٹ اور بدعت
بھی جس سے ترقی پائے اور جو تمام ائمہ کرام کی کلام
کو بھی نہ مانے بلکہ ان سب کے برعکس شریعت کو بدعت
بدعت کو شریعت جانے تو وہ فرقہ اہل حق صاحب دین
کیونکر ہو سکتا ہے۔ اب بنظر انصاف دیکھنا چاہئے کہ یہ اخیر
زمانے کی باتیں جو جناب امیر نے فرمائی ہیں وہ اب کس مذہب
اور فرقے میں پائی جاتی ہیں۔ آیا سنیوں میں یا شیعوں
میں اور کون خدا کے قرآن و حضرت کی حدیث اور
شریعت کا بھی منکر و برخلاف ہے اور بدعت بھی کس مذہب
سے نہایت شان و شوکت کے ساتھ ترقی پا رہی ہے۔

اُن بدعتوں کا ذکر جو مذہب شیعہ میں مروج ہیں

دیکھو اس فرقے نے تو خدا کے فرائض اور عبادات وغیرہ
میں بھی طرح طرح کی بدعتوں کو اپنے مذہب میں داخل
کر لیا ہے۔ جیسا سلام کی جگہ یا علی مدد کہتے ہیں حالانکہ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہنا حضرت آدم کی سنت ہے۔ اور تمام

پیغمبروں میں بھی ہمارے حضرتؐ تک تو وہی سنّت چلی آئی ہے کہ یہ سنّت مانند فرض کے ہے۔ جیسا جناب باری پارہ ۱۸ کے پاؤ ۴ میں فرماتا ہے۔ فَسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ یعنے سلام کہو اپنے لوگوں پر یہ نیک دعا ہے اللہ کے نزدیک اور فرمایا کہ فرشتے بھی بہشت میں لوگوں کو یہی سلام کہینگے۔ جیسے پارہ ۱۳۔ پاؤ ۳ میں فرمایا۔ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ سلام یعنے رحمت خدا کی ہو تم پر پس سلام کا منکر ایک تو کُل پیغمبروں کی سنّت کا منکر ہوا۔ دوسرا فرض الٰہی اور رحمت خدا کا بھی منکر ہو کر ناری ہوا اور کلمے شریف کے ساتھ اُنھوں نے عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰهِ وَصِیُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ کا تیسرا اور کلمہ شامل کر دیا ہے۔ حالانکہ حضرت آدم سے لے کر ہمارے حضرت صلعم تک تو کسی پیغمبر کے کلمہ میں اس طرح کوئی اور تیسرا کلمہ شامل نہیں ہے۔ جیسے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اٰدَمُ صَفِیُّ اللّٰهِ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ نُوْحٌ نَجِیُّ اللّٰهِ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِبْرَاهِیْمُ خَلِیْلُ اللّٰهِ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِسْمٰعِیْلُ ذَبِیْحُ اللّٰهِ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُوْسٰی كَلِیْمُ اللّٰهِ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَاوٗدُ خَلِیْفَةُ اللّٰهِ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عِیْسٰی رُوْحُ اللّٰهِ

علیٰ ہذا القیاس اِسی طرح ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کا بھی ان دو کاموں کا یہ کلمہ ہے۔ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ
رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور قرآن بھی یہ کلمہ اِسی طرح ہے۔ پارہ ۲۲ پاؤ ۲
میں لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ اور پارہ ۲۶ پاؤ ۳ میں مُحَمَّدٌ
رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور لفظ علی ولی اللہ قرآن میں نہیں ہے اور
نہ ہی حضرت کے زمانہ میں یہ لفظ کلمہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے
اس واسطے یہ تیسرا لفظ بدعت ہے۔ جو حضرت کے پیچھے
مدت کے بعد اس میں شامل کیا گیا ہے۔ ہاں کلمے کے سوا
علی ولی اللہ کہنا روا ہے۔ رباعی

علی کا نام جب مشکل کشا ہے — مدد مشکل میں گر مانگیں روا ہے
علی کے غیر اور دشمن پہ لعنت — مگر کلمے میں یوں کہنا خطا ہے

اور اذان میں اسیطرح اُنھوں نے اور الفاظ ملائے
ہوئے ہیں جو حضرتؐ کے وقت اذان میں وہ الفاظ کبھی
پڑھے نہیں گئے اور زکوٰۃ جا بجا بھی اُنھوں نے خمس مقرر کر لیا ہے
حالانکہ خمس جہاد کے وقت مال غنیمت سے حضرت کو لینے کا
حکم تھا۔ اور زکوٰۃ کی تاکیدیں تو خدا نے ایک حصہ قرآن کا
بھر دیا ہے اور حج کے مقابل میں بھی یہ زیارت کربلا کو فضل جانتے

ہیں حالانکہ حج ایک رکن ایمان کا ہے جس کی خدا نے قرآن مجید میں ازحد تاکید فرمائی ہے اور جس کے واسطے حضرات حسنین امامین رضی اللہ عنہما نے بھی بائیس حجیں تو خود پاپیادہ چل کر ادا کیں تھیں جن کا ہر ایک امر کی تاکید تو جناب امیر علیہ السلام بھی اس طرح فرماتے ہیں۔ نہج البلاغت کے صفحہ ۱۵۵ پر فرمایا کہ سب سے افضل یہ امور ہیں۔ نماز کا قائم کرنا کیونکہ یہ رکن اعظم ہے۔ اور زکوٰۃ کا ادا کرنا کیونکہ یہ ایک فریضہ واجبہ ہے اور خانہ کعبہ کا حج و عمرہ بجا لانا کیونکہ یہ گناہوں کو محو کر دیتی ہے وغیرہ وغیرہ کہ جن فرائض خدا کو تو یہ صاحبان ناچیز جانتے اور اپنی بدعتوں کو عزیز سمجھتے ہیں + اور وضو کی ترتیب بھی ان کی تمام قرآن مجید کے برعکس ہے + اور نماز وغیرہ کے مسائل اور دلائل بھی ان کے تمام شریعت رسول کے برخلاف اور مخالف ہیں پس یہ سب کے سب بدعت ہیں اور بدعت وہ بلا ہے جس کے واسطے حضرت نے فرمایا کہ بدعتی کا تو کوئی عمل بھی قبول نہیں ہے اور فرمایا کہ اہل بدعت پر بہشت کی بُو حرام ہے اور جیسا اُن کی کتاب کافی کلینی میں بھی یہ حدیث مروی ہے فروع کافی جلد سوئم صفحہ ۴۔ کُلّ

ضَلَالَۃٍ بِدْعَۃٌ وَکُلُّ بِدْعَۃٍ فِی النَّارِ حضرت صلعم نے
فرمایا کہ سب گمراہی بدعت ہے اور سب بدعتی دوزخ کی آگ
میں ہیں۔ اسی واسطے تو جناب امیر و سید ساجدین ان بدعتوں سے
بار بار منع فرماتے جاتے ہیں جن کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ اور
بھی تمام ائمہ علیہ السلام کی کلام و مسائل تو خاص شریعت
کے مطابق و اہل سنت کے موافق ہیں۔ جیسا کہ نماز کے بارے
میں جناب امیر نہج البلاغۃ کے صفحہ ۲۴۴ پر اس طرح فرماتے
ہیں کہ لوگوں کے ساتھ بجماعت ظہر کی نماز اس وقت پڑھو
جبکہ آفتاب کا سایہ بڑھکر ایک بکری کی خوابگاہ کی مانند
ہو جائے اور عصر کی نماز لوگوں کے ساتھ بجماعت اُس وقت
ادا کرو جبکہ قرص آفتاب سفید ہو اور مغرب کی نماز بجماعت
اس وقت پڑھو جبکہ روزہ دار روزہ افطار کرتے ہیں۔ اور
حاجی مقام عرفات سے کوچ کرتے ہیں اور عشاء کی نماز مل
جل کر جماعت کے ساتھ اُس وقت ادا کرو جبکہ سمت مغرب
کی سُرخی زائل ہو جائے۔ ایک ثلث رات کے گذر جانے
تک اور صبح کی نماز سب مل کر بجماعت اُس وقت پڑھو
جبکہ ایک شخص دوسرے کا چہرہ اچھی طرح پہچانے

نماز کے اوقات

لگے پس اس امام کی کلام سے تو مذہب شیعہ کے مخالف اور
اہل سنت کے موافق چند باتیں حاصل ہوئیں۔ اول تو جناب
امیر نے شریعت کے موافق نماز کے پانچ وقت بھی ایسے مقرر فرمائے کہ جس
میں شیعوں کی جمع صلوٰتین کا تو کوئی موقع ہی نہ ملا اور نہ ہی آپ نے کوئی جمع
صلوٰتین کا ذکر کیا۔ دوم ہر نماز میں جماعت کی نہایت تاکید فرمائی جس
سے شیعہ بالکل عاری ہیں اور امید ہے کہ اکثر شیعوں کو تو عمر بھر میں
ایک مرتبہ بھی جماعت نصیب نہ ہوئی ہوگی سوم شیعوں کے برخلاف
اہل سنت کی طرح تو آپ نے کسی امام خاص و عام کی بھی قید
نہیں لگائی صرف ہر نماز کو جماعت کے ساتھ پڑھنے کی تاکید فرمائی
اور بھی اسی طرح تو ہماری موافق جناب امیر جمعہ نماز کی
بھی از حد تاکید فرماتے ہیں۔ جیسا صفحہ ۴۷۹ پر فرمایا کہ
تم سب کام سفر وغیرہ تک بھی چھوڑ کر نماز جمعہ میں داخل
ہو جاؤ۔ اور بھی امام زین العابدین علیہ السلام اپنی کتاب
صحیفہ کاملہ کے صفحہ ۳۵۲ پر فرماتے ہیں۔ الٰہی توفیق دے
مجھ کو واسطے بجا لانے فرض جمعوں کے جو واجب کیا تو نے
مجھ پہ دیکھو جس جمعہ جماعت کے تو یہ صاحب اکثر عاری اور
بعضے انکاری ہیں اور بعضے جمعہ نماز سے ماتم کو افضل جانکر

جمعہ نماز کے عوض یہ دن ماتم کا مقرر کیا ہوا ہے۔ پس
اسی طرح تو ان کے اور بھی سب مسائل شریعت کے مخالف
اور تمام ائمہ علیہم السلام کے بر خلاف ہیں کہ جن کا نہ تو خدا
کے قرآن میں کوئی اثر ہے نہ کہیں حدیث میں کوئی ذکر ہے
اور نہ ہی اُن میں کسی امام کا کوئی فعل و فرمان ہے صرف
اپنی رائے اور بنائی باتوں پر آپ چلے جاتے ہیں جس
کے واسطے جناب امیر اس طرح فرماتے ہیں نہج البلاغۃ
کے صفحہ ۵۱۶ پر فرمایا جس شخص نے اپنی رائے پر
بھروسہ کیا اور چلا وہ ہلاک ہوا۔ یعنے جو شریعت کو
چھوڑ کر اپنی رائے پر چلا وہ بدعت کے عذاب میں
خراب ہوگا۔ علاوہ ان کے شیعوں کی تعزیہ داری میں تو
ان کے اور بھی بہت سے کام جاری ہیں اور بدعت
بھی .... اس کو
کہتے ہیں جو کام رسول علیہ السلام کے بعد نیا ایجاد کیا جائے
جس کے لئے کوئی سند شرعی بھی نہ ہو دیکھو حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے نو برس پیچھے یہ بدعتیں اس مذہب
میں شروع ہونے لگیں۔ ہر سال بڑھتی بڑھتی چلی آئی ہیں اب

یہاں تک نوبت پہنچی کہ تمام خدا کے فرائض سے بھی بڑھکر ان کی مانتا ہو رہی ہے۔ جیسا ماتم میں ان کا جزع و فزع کرنا شریعت میں یہ بات منع و حرام ہے اور سینہ زنی کرنی پیٹنا خاص بدعت ہے۔ اور وَین کر کے رونا حرام ہے جیسا جناب امیر نے کتبی نہج البلاغۃ کے صفحہ ۵۳۳ پر حرب بن شرجیل کو فرمایا کہ تم ان عورتوں کو نالہ و زاری سے باز نہیں رکھ سکتے ہو دیکھو جب آپ نالہ و زاری کے رونے کو بُرا جانتے اور منع کرتے تھے تو وَین کر کے رونا یعنے مرثیہ خوانی اور جزع و فزع اور پیٹنا وغیرہ تو اس سے بھی بڑھکر یہ فعل بدتر ہیں اور پھر جناب امیرؑ اپنی دوسری کتاب دیوان کے صفحہ ۲۵ پر فرماتے ہیں جس کا ترجمہ یہ ہے۔ فرمایا تعجب ہے مجھ کو اُس بے صبر رونے والے مصیبت زدہ پر کہ روتا ہے اپنے اہل یا دوست غمگین کے لئے گریبان پھاڑ کر اور واویلا کرتا ہے جہالت سے گویا کہ موت اُس کے نزدیک عجیب تر ہے اور خدا تعالےٰ نے تو برابر کیا ہے موت میں سب مخلوقات کو یہاں تک کہ پیغمبر خدا کو بھی اُس سے فروگذاشت نہ کیا یعنی مصیبت زدہ کا واویلا مچانا جزع و فزع کرنا۔ یا لچھ پھاڑنا و سیاہ کرنا

خاک وغیرہ اڑانا تو گویا موت پر تعجب کرنا ہے۔ یہ نہیں سمجھنا کہ موت کا آنا تو ہر کس پر ضروری امر ہے۔ جس نے تو پیغمبروں کو بھی نہ چھوڑا اس لئے مصیبت موت پر ان فعل کرنے والے کو آپ نے جاہل اور بے صبر فرمایا۔ دیکھو جاہل اور بے صبر سخت سخت گنہگار سزاوار ہے اور بھی بلوہ عام میں بے ادب بے تہذیب اہل بیت مستورات کا نام لینا کمال بے ادبی اور خطا ہے اور اُن کی ہتک اور ذلت کی باتیں لوگوں کو سُنانا سخت گناہ ہے اور اپنی بنائی باتوں کا اہلِ بیت پر بہتان لگانا عیب سے بھی بڑھکر اُس کی سزا ہے۔ جیسے جناب امیر علیہ السلام نے نہج البلاغۃ کے صفحہ ۵۵۴ پر فرمایا کہ میرے بارے میں دو شخص ہلاک ہونگے۔ ایک حد سے گذرنے والا دوست۔ دوسرا بہتان باندھنے والا اور افترا کرنے والا دشمن یعنے ایک وہ ہلاک ہوگا جو دوستی دعوے کرکے ہماری تعریف حد سے بڑھائے۔ دوسرا وہ دشمن جو ہم پر بہتان اور افترا کرے۔ یعنے جو بات ہم نے نہیں کہی یا نہیں کی۔ اُن کا بہتان ہم پر لگائے۔ اور نئے نئے افترا اور جھوٹ بنا کر ہماری توہین کرکے لوگوں کو سُنائے جیسا کہ آج کل کے مرثیہ خوانوں کا دستور ہے جو آنکی تعریف

بھی حدِ اعتدال سے بڑھائی جاتی ہے اور رہتک توہین بھی
ایسی کرتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کسی مسلمان کے کانوں تک نہ
پہنچائے۔ اور بھی اہل بیت کی تشبیہات بنانا بدعت ہے۔
دُلدُل و مہندی۔ گانا کی رسم بنانا بدعت ہے اور راگ مطلق
حرام ہے۔ اور راگ میں مرثیہ خوانی کرنی بدعت و حرام ہے
اور ڈھول وغیرہ بجانا حرام ہے۔ علیٰ ہذا القیاس اور
بھی اسی طور تو بدعت کے بہت کام مذہب شیعہ میں عام ہیں جو
تمام شریعت میں منع و حرام ہیں کہ نہ تو جن میں کہیں اصحاب
کا کوئی فعل ہے اور نہ کسی امام نے اولیائے کرام کا کوئی فرمان
ہے ہاں اتنا جائز ہے کہ اصل واقعہ اہل بیت کی مصیبت اور
فضائل کا جو صحیح کتابوں میں درج ہے وہ اگر سنکر درد و غم
کریں یا اُن کی ارواح طعام و کلام بخشیں تو ثواب ہے وہ
بھی جو ان بدعتوں کے سوا ہو۔ ورنہ ثواب کیا اُلٹا عذاب
ہے اور بھی ثواب تب حاصل ہوتا ہے جبکہ پہلے خدا کے
فرائض اور واجبات کو ادا کرے نہیں تو اس ثواب کا بھی
ثواب حاصل نہیں ہوتا۔ جیسا کہ جناب امیر علیہ السلام نے
نہج البلاغت کے صفحہ ۱۹ ۴ پہ فرمایا۔ جس وقت فرائض و واجبات

کو ضرر پہنچا اُس وقت ثواب کا بجا لانا نفع بخش نہیں ہو سکتا
دیکھیے جس طرح ثواب کے کام میں فرائض خدا و سنت مصطفےٰ
ادا نہ ہو تو ثواب حاصل نہیں ہوتا۔ اسی طرح اگر کسی ثواب
کے کام میں کوئی بدعت شامل ہو جائے تو پھر ثواب تو کجا
اُس کا اُلٹا عذاب ہو گا اسی واسطے تو جناب امیر شریعت
اور سنت رسول کی از حد تاکید فرماتے ہیں اور ہر بدعت
وغیرہ سے منع کرتے جاتے ہیں۔ جیسا کہ ان نئی نئی بدعتوں
کے واسطے جناب امیر تو آور بھی اس طرح فرماتے ہیں۔
صفحہ ۴۴۸ پر فرمایا کہ تم کوئی نیا طریقہ ایجاد نہ کرو اور
طریقہ سنت کی بنا کو قائم کرو۔ صفحہ ۲۱۰ پر فرمایا تم
فتنہ کی علامتیں اور بدعت کے نشان نہ بنو صفحہ ۲۵۵
پر فرمایا۔ تم خدا تعالےٰ کی کتاب یعنی قرآن مجید کے حکم پر چلو
اور بدعتوں کے ایجاد کرنے والے نہ بنو یعنی ان بدعتوں سے بچو
اور خدا کے قرآن پر عمل کرو جیسا جناب امیر صفحہ ۶۶ پر
فرماتے ہیں کہ جو خلاف شرع ایجاد و افتراء کئے جاتے
ہیں کتاب خدا تو ان بدعتوں کی مخالفت کر رہی ہے پھر
اہل بدعت کے حق میں اس طرح فرماتے ہیں صفحہ ۲۱۶

پر فرمایا وہ شخص منافق و گمراہ ہے جو شریعت اور طریقہ دین کو چھوڑ کر بدعتوں کے ساتھ تمسک کرے یعنے شریعت جو خاص رستہ دین کا ہے جو اُس کو چھوڑ کر بدعتوں کے رستے پر چلتا ہے وہ گمراہ دین سے جدا ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ ہم تعجب کرتے ہیں کہ یہ جن کی محبّت کا دعوے کرتے ہیں وہ جناب امیرؓ تو اپنی اس کتاب کے ہر باب و ہر مقام پر ان تمام بدعتوں کو منع و حرام فرماتے اور یہ صاحبان تو اُلٹا نماز روزہ حج و زکوٰۃ وغیرہ سے بھی بڑھکر لوگوں کو ان کا ثواب سناتے بلکہ جناب امیرؓ کے برعکس تو اُنہوں نے بدعت کو ایسے زیور و لباس پہنا کر آراستہ و پیراستہ بنایا۔ کہ جس کی خوشنمائی کو دیکھکر تو آج کل کے لوگ اسی پر مفتون ہونے چلے جاتے ہیں۔ شریعت بیچاری کو تو کوئی پوچھتا ہی نہیں ہے۔ اور نہ ہی جناب امیرؓ کے ان اقوال کو غور کر کے دیکھتا اور سنتا ہے۔ دیکھو جناب امیرؓ تو بار بار فرماتے ہیں کہ تم ان بدعتوں کو چھوڑ دو اور اپنے پیغمبرؐ کی شریعت سے مُنہ نہ موڑو۔ جیسا صفحہ ۱۵۵ پر بھی فرمایا کہ تم اپنے نبیؐ کی ہدایتوں کے مقید بنو اور اپنے نبی کی اقتدا کرو یعنی حضرتؐ

کی حدیثیں پر عمل کرو اور اس کی شریعت پہ چلو میں اس تمام کلام سے صاف معلوم ہوا کہ جناب امیر تو خود حضرت کی شریعت پر چلنے والے خاص سنت جماعت تھے غرض جناب امیر و تمام آئمہ علیہم السلام کا ان بدعتوں سے منع کرنا اور انکا مذہب اہل سنت ہونا تو ہر کس نے دیکھ لیا ہے۔

جناب امیر و ائمہ علیہم السلام کی اولاد اکرام کے بھی مذہب کا بیان

اب میں کچھ ان کی اولاد اکرام کا مذہب اور عقائد بھی دکھلانا چاہتا ہوں۔ دیکھو جناب امیر علیہ السلام و تمام ائمہ اکرام کی اولاد میں سے دو ایسے چراغ روشن ہوئے ہیں کہ جن کی روشنی تمام شرق تا غرب تک پھیل رہی ہے۔ وہ دونوں صاحب عرفان دین رسول کے ارکان ہیں۔ جن کا علم اور بزرگی بھی اظہر من الشمس عیاں ہے۔ ایک تو حضرت امام حسن علیہ السلام کی اولاد میں سے جن کا نام حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز ہیں۔

دوسرے حضرت امام حسین علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں حضرت پیر شیر شاہ سید جلال بخاری و مخدوم جہانیاں جہانگشت

رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ کہ جن کی تمام سادات بخاری اولاد ہیں کہ
ان ہر دو دین کے راہنما سلطان الاولیا کے مذہب عقائد
کا بھی کچھ حال باجمال ہم ہر کس کو سناتے اور دکھلاتے ہیں
اوّل تو جناب محبوب سبحانی اپنی کتاب غنیۃ الطالبین
مطبع صدیقی کے صفحہ ۱۷۱ پر خلفائے ثلاثہ کا شان اس طرح
بیان فرماتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے :-

فرمایا ہم اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ امت حضرت
صلی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی بہتر ہے سب امتوں سے اور
اُن سے افضل وہ لوگ ہیں جنہوں نے حضرت کو دیکھا اور آپ
پر ایمان لائے اور اُن سے افضل وہ اصحاب ہیں جنہوں
نے بیعت الرضوان میں آپ کے ساتھ بیعت کی اور
اُن سے افضل بدر والے اصحاب رض ہیں اور اُن سے
افضل دس مرد ہیں عشرہ مبشرین اور اُن دسوں میں سے
سے افضل یہ چار خلفاء رضی اللہ عنہم ہیں۔ حضرت ابا بکر
صدیق رض و حضرت عمر رض و حضرت عثمان رض و حضرت علی علیہ السلام
ہیں۔ دیکھو پیغمبروں کے بعد آپ نے تمام مخلوق سے ان چہار
خلفاء رضی اللّٰہُ عَنْہُمْ کو افضل فرمایا۔ پھر اسی کتاب کے

صفحہ ۸۰ پر فرمایا پس مومن پر واجب ہے پیروی کرنی سنت و جماعت کی پس سنت طریقہ رسول علیہ السلام کا ہے اور جماعت اُس کا نام ہے جو اُن کے طریقے پر چلے اور اتفاق کرے چاروں خلیفوں راشدین ہیں اُن پر ہو رحمت خدا کی انتہی۔ پھر جناب دستگیر اپنی دوسری کتاب فتوح الغیب کے مقابلہ ۳۵ پر فرماتے ہیں۔ کہ حضرت عمرؓ و صدیقِ اکبرؓ متقی اور پرہیزگار تو اس قدر تھے حضرت عمرؓ نے کہا کہ ہم حصہ حلال جس میں شبہ ہوتا ہے اس لئے چھوڑتے ہیں کہ کہیں حرام میں نہ پڑ جائیں اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے مباح کے ستر دروازے اس خیال سے چھوڑ دئے۔ کہ کہیں گناہ میں واقع نہ ہو جاویں۔ یعنے یہ سب کچھ اُنہوں نے خدا کی محبت اور خوف کے سبب سے کیا تھا۔ پھر اُسی کتاب کے ۶۹ میں فرمایا کہ حضرت عمرؓ خدا پر اس طرح متوکل تھے جیسا کہ حضرت عمرؓ نے کہا کہ مجھے کچھ اندیشہ نہیں ہے کہ کس حال میں صبح کروں خواہ میری طبیعت کے مخالف ہو خواہ موافق کیونکہ مجھے معلوم نہیں کہ میری

بھلائی کس کام ہیں ہے۔ یہ بات اس واسطے فرمائی کہ آپ اللہ تعالےٰ کی تدبیر پر خوش تھے۔ پھر اُسی کتاب کے مقابلہ ۹ میں فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حق اور باطل کے درمیان فرق کرنے والے تھے۔ اب ذرا پیر سید جلال مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب و عقائد کا بھی کچھ حال سُنئے۔ آپ اپنی کتاب خزینہ جلالیہ کے باب فضائل صحابہؓ میں اس طرح فرماتے ہیں یعنے تحقیق حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ رسول کا تھا اشارتًا اور خلیفہ اللہ کا تھا بیانًا یعنے ظاہر تو وہ خلیفہ رسول کا اور فی الحقیقت باطنی خلیفۃ اللہ کا تھا۔ پھر اسیجگہ فرمایا۔ حدیث میں ہے کہ ابوبکر صدیقؓ نے خرچ کیا مال اپنا اوپر رسول علیہ السلام کے چالیس ہزار دینار حضرت نے فرمایا کہ نہیں نفع پہنچا۔ مجھ کو کسی کے مال سے جیسا کہ نفع پہنچا مال ابابکر صدیقؓ سے اور بھی پیر مخدوم جہانیاں جہاں گشت عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ اپنی کتاب سیر نامہ کلاں کے صفحہ ۳۰ فرماتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے فرمایا میں شہر فرنگیاں میں گیا تو وہاں کے لوگ تمام مرد و عورت ایک مکان میں جمع ہو کر ماتم اہل بیت

میں مشغول تھے۔ جب انہوں نے صحابہ رضی پر کچھ لعن و تبرا شروع
کیا تو میں نے اُن کو سخت روکا اور منع کیا وہ میرے ساتھ
مناظرہ کے لئے مستعد ہوئے۔ اُن رافضیوں میں سے ایک
شخص عالم و فاضل درمیان ہمارے اور اُن کے منصف مقرر
ہوا۔ دراخرالامر یہ دعاگو اُن پہ غالب آیا یہاں تک کہ اُن
عام تمام نے اُس طریقۂ روافض سے تائب ہو کر مذہب
سنت جماعت کو اختیار کیا۔ پھر آپ اپنی دوسری کتاب
ملفوظ شریف میں جو مطبع انصاری واقع دہلی ۱۳۰۹ھ
جلد اوّل صفحہ ۶۳ پر فرماتے ہیں کہ ہم بیزار نہیں ہوتے کسی
اصحاب رضی رسول علیہ السلام سے اور رافضیوں کو ہم رد
کرتے ہیں۔ اسی حدیث سے جو حضرت نے فرمایا کہ میرے
اصحاب مثل ستاروں کے ہیں ان میں سے جس کسی کی پیروی
کروگے راہ پاؤگے اور اگر انکار کروگے تو گمراہ ہوگے۔
پھر اسی کتاب کے صفحہ ۲۱۰ پہ فرمایا صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُم
کے عیب و طعن سے زبان کو روکو سوائے نیکی اور بھلائی
کے اُن کو یاد نہ کرو پھر پیر مخدوم جہانیاں علیہ الرحمۃ نے اسی
کتاب کے صفحہ ۲۷۳ پر فرمایا کہ جب میرا چند رافضیوں کے

ساتھ مذہبی مناظرہ ہوا تو انھوں نے مجھ سے پوچھا کہ کون تیرا
مذہب ہے میں نے کہا مذہب میرا امام ابوحنیفہ رضی اللہ
عنہ کا ہے جملہ آباؤ اجداد کے بخارا ہیں یعنے تمام جد میری
کا مذہب سنت و جماعت ہے۔ پس اس سے بھی ثابت
ہوا کہ پیر مخدوم جہانیاں علیہ الرحمۃ سے لے کر جناب امیر
علیہ السلام تک تو سب سادات و اہل بیت کا مذہب
سنت و جماعت تھا۔ اور بھی اسی طرح تو سب سادات جو انکے بعد
اُن کی اولاد ہوئی ہیں اُن تمام کا مذہب و عقائد بھی ہم کچھ
ارقام کرتے۔ مگر طول کے سبب منقول نہیں کیا خیر اہل
ایمان قدردان کے واسطے تو اتنا ہی یک مشتے نمونہ
از خروارے بسیار ہے اور منکر بدگمان کو تو تمام خدا
کا قرآن بھی کفایت نہیں کرتا۔ اے سادات حسنی الحسینی
ذرا اس اپنے جد بزرگوار کے مذہب و عقائد کو بھی دیکھو
کہ یہ بھی تو جناب امیر و سید ساجدین کی طرح اپنا مذہب خاص
سنت و جماعت فرماتے ہیں اور تم اُن کی اولاد ہو کر
کیوں اس اپنے جد بزرگوار کے بھی برخلاف اپنا مذہب
شیعہ کہلاتے ہو دیکھو قرآن شریف سے بھی مذہب شیعہ کی

مذمت اور اہل سنت کی تعریف ثابت ہوئی اور بقول جناب امیر و سید ساجدین کی تلقین سے بھی تمام آئمہ اکرام کا مذہب و طریقہ ٹھیک اہل سنت تصدیق ہوا اور جناب پیران پیر دستگیر و حضرت سید جلال پیر مخدوم جہانیاں رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہِم کے اقوال سے بھی تمام سادات و اولیائے اکرام کا سنت جماعت ثابت ہو گیا۔ پھر اس سے اور زیادہ آپ کیا ثبوت چاہتے ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ مذہب سنت جماعت کا حق ہونا تو اظہر من الشمس روشن ہو گیا۔ ہم کو تعجب تو یہ آتا ہے کہ یہ حضرات تعصب کے سبب نہ تو اس ہمارے ثبوت کو تسلیم فرماتے ہیں اور نہ ہی اس کے مقابل کوئی اپنا ثبوت دکھلاتے ہیں صرف اپنے منہ سے ہیچوں ما دیگرے نیست کہے جاتے ہیں۔ ہم پوچھتے ہیں کہ وہ کون بلا ہے جو ان ثبوتات کے دیکھنے سے بھی آپ کو اس اپنے جد بزرگوار اور آئمہ اطہار کے راہ پر آنے نہیں دیتا۔ حضرت یہی نفس شیطان ہے جو اکثر انسان کو طرح طرح کی باتیں بنا کر راہ حق سے روکتا اور منع کرتا ہے اس واسطے آپ کو چاہیئے کہ آپ انصاف کے میدان میں آکر توبہ کے

ذریعہ سے اُس دشمن بدگمان کو پشیمان کر دو۔ پھر شریعت کا رستہ لے کر تمام اولیائے اکرام و آئمہ عَلَیْہِمُ السَّلَام کی پیروی پر حضرت کے دین مستقیم میں داخل ہو جاؤ۔ بس ہم کو اتنا ہی سنانا اور دکھا دینا تھا آگے آپ کی منشا اے بھائیو! دیکھو بقول جناب امیر علیہ السّلام کے اس اخیر زمانے میں گمراہی کے بادل نے آکر دین رسول میں اندھیرا کر دیا ہے اس واسطے میں نے جناب امیر علیہ السلام و تمام آئمہ اکرام کے اقوال سے اس اندھیرے کو روشن کرنا چاہا۔ اور آپ اُس روشنی کو بجھانا چاہتے ہیں پھر آپ یہ قصور ہمارے ذمہ لگاتے ہیں۔ ہاں میں نے جو یہ اقوال جناب امیر و تمام آئمہ اکرام کے ارقام کئے ہیں۔ اگر وہ اُن کی کتب و کلام کے مطابق نہ ہوں یا کسی حرف کی کچھ کمی یا بیشی ہو تو پھر میرے حق میں جو چاہو سو کہو اور اگر اس تمام کلام جناب امیر و آئمہ علیہم السلام کو آپ بغور کر کے نہ دیکھیں اور نہ سنیں اور نہ اُن پر عمل کریں یا اُن کو نہ مانیں تو پھر فرمایئے کہ اس خطا کا کون سزاوار ہے افسوس تو یہ آتا ہے کہ مَیں تمہارا بھلا چاہتا ہوں اور آپ مجھکو

بُرا سمجھتے ہیں۔ اگر انصاف فرماتے تو اس بات کا آپ شکریہ ادا کرتے۔ کیونکہ میرا نہ اس میں مناظرہ نہ بحث ہی صرف نصیحت ہے جیسا جناب امیرؑ نے نہج البلاغہ کے صفحہ ۲۱۸ پر فرمایا کہ اپنے بھائیوں کے لئے نصیحت کو مخصوص کرو خواہ وہ انہیں اچھی معلوم ہو یا بُری۔ پس اسی واسطے میں نے تمہاری خاطر اتنی محنت اُٹھا کر جناب امیر علیہ السلام و تمام اُن کی اولاد آئمہ اکرام کے فعل و فرمان اور اُن ہر ایک کا مذہب و عقائد بھی انہیں کی کتابوں سے آپ کو دن کی طرح روشن کر دکھلایا اور سنایا ہے۔ پھر اس میں ہمارا قصور ہے یا آپ کی سمجھ کا فتور ہے اُلٹی سمجھ والے کا حال تو خداوند کریم اپنی کلام پاک میں اس طرح بیان فرماتا ہے۔ پارہ ۹ پاؤ ۲ میں فرمایا۔ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ج وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا۔ یعنے گمراہ لوگ ایسے بھی ہیں جو دیکھتے ہیں راہ سیدھا اُس کو نہیں سمجھتے راہ اور اگر دیکھیں راہ اُلٹی اُس کو ٹھہراویں راہ پس آپ ان آئمہ علیہم السلام کی سیدھے راہ پر چلو اور اُلٹی سمجھ والوں سے

پناہ مانگو دیکھو اس رسالہ میں نہ تو کہیں راوی کی کوئی روایت
ہے اور نہ اس میں کسی اور علما وغیرہ کا کوئی قول ہے اور
نہ ہی اس میں ہمارا کوئی مباحثہ اور مبالغہ ہے۔ اس میں تو
کچھ کلام الٰہی کا بیان ہے اور باقی صرف اُس امام علی
علیہ السلام و سید ساجدین کی کلام ہے کہ جن کی محبت
کا آپ دعوے کرتے ہیں اور جن کا آپ اپنا مذہب بتلاتے
ہیں حضرت ان کی اس تمام کلام کو اچھی طرح غور سے
دیکھو اور ان کے ہر ایک الفاظ کو سمجھو اور سوچو کہ یہ آئمہ
علیہم السلام کیا فرماتے ہیں اور تم کیا کہتے ہو اور بھی
اُن کا مذہب و طریقہ کیا ہے اور تم کیا بنائے پھرتے ہو خدا
سے ڈرو کچھ اپنے ایمان کا پاس کرو جناب امیر کے ان اقوال
افعال کو سچ جانو اور مانو اور اُن پر عمل کرو اور ان تمام بدعتوں کو
چھوڑو حضرت کی شریعت سے مُنہ نہ موڑو اس تعصّب
کو ہٹاؤ ہماری ضد کے سبب اپنا نقصان نہ اُٹھاؤ۔ دیکھو
تعصب بُری بلا ہے یہ مہلک مرض تو پیغمبروں سے بھی شفا
یاب نہ ہوئی پس ہدایت الٰہی کے سوائے اس کا ایسا
کوئی دوا نہیں ہے خداوند اہر مومن مسلمین کو اپنی ہدایت

عطا فرما اور آپ اپنے راہ مستقیم پر چلا۔ آمین ثم آمین۔

تمت

العبد سید قطب علی شاہ مصنف رسالہ ہذا

اس رسالہ کی صحت کو ان چند علما نے بھی بمضمون ذیل تصدیق کرکے دستخط فرمائے

مَضْمُوْنُ هٰذِهِ الرِّسَالَةِ الْاَنِيْقَةِ مُوَافِقٌ وَّمُطَابِقٌ لِّلْحَقِيْقَةِ فَاصِلٌ وَّ
فَارِقٌ بَيْنَ الْخَطَآءِ وَالثَّوَابِ مُثْبَتٌ وَّمُحَقَّقٌ بِاٰيٰتِ اُمِّ الْكِتٰبِ مُؤَلِّفُهٗ
فَاضِلٌ وَّعَارِفٌ بِاللّٰهِ اٰيَةٌ مِّنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُسْتَحِقٌّ لِّلصَّوَابِ الْجَزِيْلِ مِنْ عِنْدِ
اللّٰهِ الْجَلِيْلِ عَمَّ فُيُوْضُهٗ وَبَرَكَاتُهٗ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ۔ حَرَّرَهٗ نیاز اگین

العبد
محمد علم الدین سکنہ موضع نکوڑہ تھانہ وڈانہ رانیہ تحصیل سرسہ ضلع حصار

العبد
مولوی نور محمد صاحب چیلا ساکن داسو استانہ ضلع جھنگ

العبد
مولوی سلطان محمود سکنہ بیر کوٹ سدھانہ ضلع جھنگ

العبد
مولوی نور محمد سکنہ شور کوٹ ضلع جھنگ

العبد
مولوی سلطان محمود سکنہ باہو سلطان ضلع جھنگ

العبد
مولوی عبد الحی تناولی ضلع ہزارہ

العبد
مولوی محمد عبد اللہ سکنہ ناڑی ضلع ملتان

العبد
مولوی نور الحق سکنہ جھنڈ بیر ضلع جھنگ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ردِّ رسالۂ برہانِ جلی

چونکہ رسالہ موسومہ برہان جلی جس کا ذکر اوپر بھی ہو چکا ہے۔ جو ایک شیعہ صاحب نے اپنی زبانی چند آیات قرآنی کا رد بنایا ہے جس کو دیکھتے ہی دل میں افسوس آیا کہ اس شیعہ نے دیدہ و دانستہ قرآن کو غلط کر دیا ہے اس واسطے اس کا بھی مختصر بیان ناظرین کے پیش کرتا ہوں۔ چونکہ مولوی ولی محمد صاحب ساکنہ شہر لگھیانہ نے ایک رسالہ موسومہ مذہب علی علیہ السلام میں ہماری طرح کچھ اُن آیات کو ارقام کیا کہ جن میں لفظ شیعہ کی مذمت تھی اور مسمی غلام محمد بن شیخ رحمت علی ساکنہ شہر لگھیانہ نے اُن آیات کی تردید میں ناحق تیرہ چودہ ورق تحریر کئے۔ صفحہ ۱۰ تا ۱۱ تک نے اپنی مذہبی عادت کے موافق صرف زبان درازی نکتہ بازی سے اپنے اتباع کو راضی کیا۔ جن بے حصول باتوں کا تو ہم نے بھی جواب دینا فضول سمجھا۔

شیخ جی اس تمہارے رسالہ کا بیان تو سب کا سب غلط
اور صاف قرآن کے مخالف اور برخلاف ہے دیکھو جس کو تو
ہم اسی قرآن سے پشیمان کرتے ہیں اول جیسا آپ نے صفحہ
۱۲ پر کہا کہ آپ نے ان آیتوں کی تفسیر یہ کی ہے کہ گویا اس وقت
بھی شیعہ تھے اور اسی شیعہ کے نام سے موسوم تھے +
لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ - جواب - شیخ جی اس تمہارے لَاحَوْلَ
وَلَا سے تو ثابت ہوا کہ آپ نے اگلی قوموں کے شیعوں
سے بھی انکار کیا ہے - ہم کہتے ہیں کہ ایسے جھوٹے انکار سے
آپ کو کچھ شرم بھی نہ آیا - دیکھو پارہ ۲۲ پاؤ ۳ میں جناب
باری فرماتا ہے کَمَا فُعِلَ بِاَشْیَاعِھِمْ اِنَّھُمْ کَانُوْا فِیْ شَکٍّ
مُّرِیْبٍ یعنی ایسا ہی کیا گیا ہے اگلے شیعوں کے ساتھ
بے شک تھے وہ بدگمان اور تہمت کرنے والے دیکھو خدا تعالے
تو اگلے شیعوں کا ہونا بھی ثابت فرماتا ہے اور اُن کو بدگمان
وغیرہ بھی کہکر ایمان سے خارج بتاتا ہے پھر ہم اس خدا کے فرمان
کو سچ جانیں یا اس تمہارے جھوٹے انکار کو مانیں اور
جو اسی صفحہ پر آپ نے کہا ہے کہ مِنْ کُلِّ شِیْعَۃٍ
کے لفظی معنے یہ ہیں کل گروہ میں سے نہ کہ ان سے مراد ہے

شیعہ + شیخ جی اس آیت میں تو خدا تم کو اور تمہاری مراد کو خود جھوٹا بناتا ہے اس آیت میں تو صاف صاف شیعہ کا نام لیکر انکو ناری فرماتا ہے ۔ چنانچہ پارہ ۱۶ رکوع ۲ میں فرمایا ہے مِن كُلِّ شِيعَةٍ أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمَٰنِ عِتِيًّا یعنے ہم نکالینگے دوزخ میں ڈالنے کو پہلے ان شیعوں سے جو ہوگا اُن میں سے بہت سخت خدا سے سرکشی ۔ اس آیت میں حشر کا ذکر ہے ۔ جناب باری فرماتا ہے کہ جب تمام کافر و شیطان میدان حشر میں جمع ہونگے جو ان میں بڑا کافر اور نا فرمان شیعہ ہوگا ۔ پہلے ہم اسی کو دوزخ میں ڈالینگے ۔ دیکھو جب خدا تعالے تو اس آیت میں بھی علانیہ لفظ شیعہ کا فرماتا ہے پھر اس آپ کی مراد وغیرہ کو کون پوچھتا ہے ۔ اور جو کہا کہ اس میں یعنے شیعہ کے معنے میں مولوی صاحب نے کسی اپنی تفسیر سے یا مجتہد وغیرہ کی سند پیش نہیں کی جواب شیخ جی جس بات کو اللہ تعالے اپنے قرآن میں مفصل طور بیان کرے اور شیعہ کا صریح نام بھی لے کر اُن کی مذمت فرمائے تو پھر اس میں کسی اور سند دینے کی کیا ضرورت ہے کیا قرآن مجید سے کوئی اور سند زیادہ معتبر ہو سکتی ہے ۔ اور جو صفحہ ۱۳

پر کہا کہ تفسیر عمدۃ البیان میں ایسا نہیں ہے جیسا کہ آپ نے
لکھا ہے۔ جواب شیخ جی آئیے پس آپ اسی پر تصفیہ فرمائیے
اگر ہمارا معنی تمہاری عمدۃ البیان کے مطابق نہ ہو تو پھر ہم
آپ کا سب دعوے تسلیم کر لیویں گے۔ اور اگر ہمارا معنی
اور تمہاری عمدۃ البیان کا مطلب ایک ہی ہو تو پھر آپ مذہب
تشیع کو استعفے دے دیویں۔ کیوں ایسے جھوٹے انکار کر کے
اپنے آپ کو شرمسار بناتے ہو۔ اور جو آپ نے اسی صفحہ ۱۳
پر کہا کہ شیعہ کا لفظ بہت جگہ قرآن مجید میں اللہ تعالے نے
استعمال فرمایا ہے جس کے معنے ہر ایک جگہ تابعدار گروہ
ٹولے کے ہیں۔ جہاں لفظ شیعہ فرعون وغیرہ پر آیا ہے اُس جگہ
مراد فرعون وغیرہ کے تابعدار کے ہیں جہاں پیغمبروں کے ساتھ
لفظ شیعہ آتا ہے اُن سے مراد پیغمبروں کے تابعدار کے ہیں
اور صفحہ ۱۲ پر کہا کہ شیعہ کے معنے امت کا بھی ہے۔ جواب
شیخ جی مراد تو اُس وقت ہوتی ہے جب کسی چیز کا نام صریح
نہ ہو۔ جب خدا نے ہر آیت میں شیعہ کا صریح نام لے کر اُن کو
مشرک وغیرہ کہا ہے تو پھر تمہاری مراد بیچاری کی فریاد کون
سنتا ہے اور بھی شیعہ کا معنے تابعدار کا تو نہیں ہے اگر تمہاری

خاطر اس معنی کو ہم تسلیم کر لیویں تو خدا نے شیعوں کو فرعون کا تابعدار تو علانیہ فرمایا ہے مگر کسی آیت میں خدا نے شیعوں کو پیغمبروں کا تابعدار نہیں بنایا ہے اور نہ ہی شیعہ پیغمبروں کے دوست اور تابعدار ہوئے ہیں بلکہ وہ تو خدا کے پیغمبروں اور رسولوں کو ہمیشہ ایذائیں اور رنج پہنچاتے رہے ہیں جیسا سیپارہ ۱۴ پارۂ ۱ میں خدا عزّ و جل فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِیْ شِیَعِ الْاَوَّلِیْنَ وَمَا یَاْتِیْھِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَھْزِءُوْنَ۔ یعنی ہم بھیج چکے ہیں رسول تجھ سے پہلے اگلے شیعوں میں اور نہیں آیا اُن کے پاس کوئی رسول مگر کرتے رہے ہیں اُن سے ٹھٹھے کیوں؟ شیخ جی پیغمبروں کو ٹھٹھا مخول کرنے والے اور ایذا پہنچانے والے اُن کے دوست اور تابعدار ہوتے ہیں یا کہ وہ اُن کے دشمن اور مشرک و کافر وغیرہ کہے جاتے ہیں اب وہ آپ کا معنی تو شیخ چلّی کا ترانہ ہوا ایک تو کافروں کو پیغمبروں کا دوست کہکر اُن پر بہتان لگایا دوسرا خدا کے قرآن کو جھٹلایا۔ جس سے اپنا ایمان گنوایا کیا ہاتھ آیا اور جو آپ نے شیعہ کے معنے اُمت کے بھی کئے ہیں تو اسمیں بھی

آپ نے سراسر دھوکا دیا ہے شیعہ کے معنے تابعدار اور متّبع
کا ہرگز نہیں ہے اگر ایسا کسی نے کہا بھی ہے تو وہ اُس کی
غلطی ہے کیونکہ قرآن مجید میں شیعہ کا لفظ و معنی جدا ہے
اور اُمّت کا لفظ و معنی جدا ہے۔ جیسا فرمایا۔ کُنْتُمْ خَیْرَ
اُمَّۃٍ یعنے تم بہترین اُمّت سے ہو۔ اور بھی اسی طرح قرآن
میں بہت جگہ لفظ اُمّت کا آیا ہے جس کا لفظی معنے تو اُمّت
ہی ہے اور اس کے لغوی معنے فرقہ اور تابعون وغیرہ کا ہی
پس جیسا اُمّت کا لفظی معنی تو اُمّت ہی ہے اسی طرح شیعہ
کا بھی لفظی معنی تو شیعہ ہی ہے۔ اور بھی جیسا لفظ اُمّت کا نام
اُمّت سے مشہور ہے۔ ایسا ہی شیعہ کا لفظ نام شیعہ سے
مشہور ہے۔ باقی رہا لفظ شیعہ کا لغوی معنے سو لغت میں شیعہ
کا معنے گروہ اور ٹولے کا ہے پس اس کے سوا اور کوئی معنے
ممکن ہی نہیں اور گروہ کے بھی دو قسم ہیں۔ جیسا خدا عزوجل
فرماتا ہے۔ فَرِیْقٌ فِی الْجَنَّۃِ وَفَرِیْقٌ فِی السَّعِیْرِ
یعنے ایک فرقہ ناجی اور دوسرا فرقہ ناری ہے اب یہ دیکھنا
چاہیے کہ قرآن مجید میں شیعہ کا لفظ کس فرقہ پر آیا ہے ناجی
یا ناری پر پس تمام قرآن مجید میں دیکھ لو کہ جہاں لفظ شیعہ

کا آیا ہے خدا نے فرقہ ناری پر استعمال فرمایا ہی جیسا اول
یہود و نصاریٰ اور فرعون جیسے کافروں کو خدا شیعہ فرماتا ہی
چنانچہ سپارہ ۲۰ پاؤ میں فرماتا ہے اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ
وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا یعنے فرعون نے غرور کیا ملک میں اور
بنایا زمین کے لوگوں کو شیعہ شیعہ پس اس سے بھی معلوم ہوا کہ
شیعہ فرعون اور فرعونی گروہ کا نام ہے۔ دوم پیغمبروں کو
ٹھٹھا مخول کرنے والے اور ایذا پہنچانے والے لوگوں کو بھی شیعہ
کہا گیا ہے جس کا اوپر ذکر ہو چکا ہے جو خدائے عزوجل نے
فرمایا کہ اے محمد ہم بھیج چکے ہیں رسول تجھ سے پہلے اگلے شیعوں
میں اور نہیں آیا اُن کے پاس کوئی رسول مگر کرتے رہے ہیں
اُن سے ٹھٹھے سیوم جو کافر عذاب الٰہی سے ہلاک ہوئے اُن
کو بھی شیعہ کہا گیا ہے جیسے سیپارہ ۲۷ پاؤ ۲ میں فرمایا وَلَقَدْ
اَهْلَكْنَا اَشْيَاعَكُمْ یعنے ہم نے ہلاک کیا ہے اگلے شیعوں کو
چہارم ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو تو شیعوں کی صحبت
تک سے بھی منع فرمایا جیسا سیپارہ ۸ پارہ ۲ میں فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ
فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ
شَيْءٍ یعنے جنہوں نے راہیں نکالیں اپنے دین میں اور

ہو گئے شیعہ شیعہ اے میرے حبیب تجھ کو اُن سے کچھ کام
نہیں۔ پنجم عام تمام کو فرمایا کہ اے لوگو تم شیعوں کی طرح منکر
ہو کر اپنا دین برباد نہ کر۔ جیسا سیپارہ ۲۱ پاؤ ۲ میں فرمایا
وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا
دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا یعنے اے لوگو نہ ہو تم اُن مشرکین
میں سے کہ جنہوں نے پھوٹ ڈالی اپنے دین میں اور ہو گئے
شیعہ شیعہ ۔ششم پارہ ۲۲ پاؤ ۳ میں جناب باری فرماتے
ہیں۔ كَمَا فُعِلَ بِأَشْيَاعِهِمْ إِنَّهُمْ كَانُوا فِي شَكٍّ مُرِيبٍ
یعنی اگلے شیعوں کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا گیا ہے کہ وہ بدگمان
اور تہمت کرنے والے تھے ہفتم سیپارہ ۱۶ پاؤ ۲ میں فرمایا
مِنْ كُلِّ شِيعَةٍ أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمَٰنِ عِتِيًّا
فرمایا حشر کے دن ہم نکالیں گے دوزخ میں ڈالنے کو
پہلے اُن شیعوں سے جو ہو گا اُن میں سے بہت سخت
خدا سے سرکش۔ ہشتم۔ حضرت موسےٰ کے ذکر میں تو اُس
گوسالہ پرست شیعہ کو بھی خدا نے مُجْرِمِينَ وَإِنَّكَ لَفِي ضَلَالٍ
مُبِينٍ کہکر اُس کو بھی منکر و گمراہ فرمایا۔ پھر اُس سے
اور زیادہ ثبوت شیعہ کون مضبوط چاہتے ہیں۔ شیخ جی اب

شیعہ کی مذمت اور ناپاکی میں کونسا شک باقی ہو اب وہ کون مسلمان اہل ایمان ہے جو ان آیات قرآنی کو دیکھکر لفظ شیعہ کو بُرا نہ سمجھیگا کیونکہ خدا نے جس کو کافروں کی نسبت دیکر بُرا کہا ہے تو پھر کون اُسکو بُرا نہ کہیگا لیکن ضد اور تعصّب ایسی بُری بلا ہے کہ جس کے سبب انسان دیدہ ودانستہ اپنے ایمان کا نقصان چاہتا ہے۔ مگر تب بھی اس اپنی ضد سے باز نہیں آتا نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا ۔ ہم تعجب کرتے ہیں کہ یہ فرقہ ایسا ناشناس و بے انصاف ہے کہ اگر کوئی شیخ جی کی طرح لکھ کر اتنا کہ دیوے کہ یہ اہلِ سنت کا رد ہے۔ پس اتنا ہی سُنکر یہ صاحبان خوشی کے مارے اپنی بغلیں بجاتے بجاتے بے دم ہو جاتے ہیں۔ نہ کوئی غور کرکے اُس میں دیکھتا ہے نہ کوئی منصف ہو کر انصاف کرتا ہے کہ اس میں ہمارے دشمنوں کا نقصان ہے۔ یا اُلٹا اُس میں ہم پشیمان ہوتے ہیں۔ یہ عقل کے اندھے اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ ہم جتنے مناظرے بناتے ہیں اتنا ہی ہمارے مذہب کے عیب ظاہر ہوتے جاتے ہیں۔ سچ ہے کہ دھان جوں جوں چھڑا جاتا ہے۔ چاول اُجلا نکل آتا ہے ۔

مریضِ عشق پر رحمت خدا کی — مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

پھر صفحہ ۱۴ پر آپ نے کہا کہ شیعہ کی طرح لفظ آل کا بھی
ایک جگہ تو پیغمبروں پر استعمال ہوا ہے۔ اور دوسری جگہ
لفظ آل تو فرعون کے ساتھ بھی آیا ہے۔ جواب شیخ جی اس بات
کو تو ہم نے بھی مان لیا مگر ہم کہتے ہیں کہ لفظ آل کی طرح اگر لفظ
شیعہ کا بھی مومن اور کافر دونوں پر آتا پھر تو کوئی جھگڑا بھی
نہ تھا۔ مگر تمام قرآن کی آیتوں کو دیکھ لو۔ جو اوپر مذکور رہیں کہ
لفظ شیعہ تو صرف خدا کے دشمنوں اور بے فرمانوں پر
آیا ہے نہ کہ کسی مومن وغیرہ پر۔ پھر یہ نظیر خام بھی آپ
کے کیا کام آئی صفحہ ۲۴ پر آیت مِنْ شِيعَتِهٖ لَاِبْرَاهِيْمَ
اس آیت میں تو شیخ جی نے حضرت ابراہیم کو حضرت نوح
کا تابعدار بنایا یعنے اس جگہ شیعہ کا معنے تابعدار کا فرمایا
شیخ جی اس تابعدار کے معنے سے تو بھی ہم نے تم کو خدا کے
کلام پاک سے جھوٹا کیا ہے۔ پھر کیوں اس مقام پر بھی تابعدار
کا نام لیا۔ ہم کہتے ہیں کہ جو پیغمبروں اور رسولوں کو ٹھٹھا
مخول کر کے ایذا پہنچائیں اور جن کو خدا اپنے عذاب سے بھی
ہلاک کرے تو وہ کیونکر پیغمبروں کے دوست اور تابعدار ہو سکتے

ہیں ہرگز نہیں اور بھی ہم پوچھتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیمؑ
کی تمام قوم بھی حضرت نوحؑ کے مخالف اور برخلاف چلی
آئی تھی اور حضرت ابراہیمؑ کا باپ بھی دین نوح کے مخالف و
بت پرست تھا کہ جن کا تمام قرآن مجید میں مفصل بیان ہے
پھر حضرت ابراہیمؑ نوح علیہ السلام کا پیرو اور تابعدار بھی
کیونکر ہوا اور کس زمانہ میں ہوا۔ جب آپ قوم شیعہ میں
سے نکل آئے پھر تو دین نوح کے پیرو ہوئے مگر پیدائش
آپ کی قوم شیعہ میں سے تھی اسی واسطے تو حق تعالیٰ نے
فرمایا مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِبْرَاھِیْمَ یعنی اس کے شیعہ میں سے تھا
ابراہیم وہ شیعہ کون تھے حضرت نوح کی وہ قوم جو اُس کے مخالف
ہوکر چلی آئی تھی اور جس پر خدا کے عذاب بھی نازل ہوتے
چلے آئے کہ جس میں سے حضرت ابراہیمؑ کا باپ بھی گمراہ
اور بت پرست تھا جیسا قرآن میں فرمایا۔ وَاِذْ قَالَ
اِبْرَاھِیْمُ لِاَبِیْہِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِھَۃً اِنِّیْٓ اَرٰکَ
وَقَوْمَکَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ یعنی جب ابراہیم نے کہا اپنے باپ
آزر کو تو کیا پکڑتا ہے بتوں کو خدا میں دیکھتا ہوں تو اور تیری قوم
صریح گمراہی میں ہے۔ پس حضرت ابراہیمؑ اپنے باپ اور

اُس قوم گمراہ شیعہ سے نکل کر خدا کی طرف صاف دل ہو کر آ گئے جیسا فرمایا اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ یعنی آیا ابراہیم اپنے رب کی طرف سلامت دل یعنی حضرت ابراہیمؑ نے اس قوم شیعہ سے نکل کر حضرت نوحؑ کے دین پرستش خدا کو اختیار کیا پس ہر ایک صاحب فہمید کو تو اس جگہ اتنا ہی کہنا مفید ہے۔ باقی اس آیت کی زیادہ تشریح تو پچھلے رسالہ رد شیعہ میں سے جس نے دیکھنا ہو دیکھ لے۔ پھر صفحہ ۱۵ پر کہا کہ وہ کون سا لفظ ہے کہ جس میں حضرت ابراہیم مشرکین میں سے آپ کو معلوم ہوا ہے۔ قوم مشرکین کو تو اللہ نے ڈبو دیا پھر حضرت ابراہیمؑ قوم مشرکین میں سے کیسے ہوئے؟

جواب شیخ جی حضرت ابراہیم کا قوم مشرکین میں سے ہونا تو ہم کو خدا کی کلام پاک سے معلوم ہوا ہے جو بہت جگہ خدا نے فرمایا ہے۔ کہ حضرت ابراہیم کی قوم اور باپ مشرک اور بت پرست تھے جیسا پچھلی آیت میں بھی ذکر ہو چکا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے باپ اور اپنی قوم کو کہا کہ تم صریح گمراہ ہو پس حضرت ابراہیم اُسی گمراہ قوم شیعہ میں سے تھے۔ اور جو آپ نے کہا کہ قوم مشرکین کو تو خدا نے ڈبو دیا شیخ جی ہم پوچھتے

ہیں کہ قوم عاد اور ثمود کی کہاں سے آئی تھی۔ ایسے ہی نوح علیہ السلام کی قوم تھی کہ جن کی طوفان کے بعد خدا نے پیدائش کی تھی اُن میں سے جو قوم حضرت نوح کی مخالف ہوکر چلی آئی تھی اور جن پر خدا کے عذاب بھی نازل ہوتے چلے آئے اور جن کو شیعہ کا بھی خطاب دیا گیا جیسا (۲۲) پارہ ۲۷ پاؤ میں فرمایا وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا اَشْيَاعَكُمْ یعنے ہم نے ہلاک کیا ہے اگلے شیعوں کو پس اگلے شیعہ اُسی قوم کو فرمایا کہ جن میں سے حضرت ابراہیم کی قوم اور باپ بھی مشرک اور بت پرست تھے پھر کیوں کہا کہ قوم مشرکین کو تو خدا نے ڈبو دیا بھلا اس جھوٹے انکار سے جاہلوں کو دھوکا دیا یا مخالف قرآن ہوکر اپنے ایمان کو رد کیا اور جو آپ نے اس جگہ حضرت ابراہیمؑ کے باپ پر اُس کی قوم کے کفر سے بھی انکار کرکے کہا کہ سنی لوگ پیغمبروں کے آباؤ اجداد کو کافر کہتے ہیں +

جواب شیخ جی حضرت ابراہیمؑ کے باپ اور اسکی قوم کو کافر اور بت پرست تو خدا کا قرآن فرماتا ہے جس کا تو اوپر بھی ذکر ہوچکا ہے۔ اگر وہ بھول گیا ہو تو اور لو۔ پھر پارہ ۲۵ - پاؤ ۲ میں فرماتا ہے۔ وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖٓ اِنَّنِيْ

بَرَاءٌ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ ۔ یعنے جیسا کہا ابراہیم نے
اپنے باپ سے اور اپنی قوم کے لوگوں سے کہ بیشک میں بیزار
ہوں تم سے اور اُس چیز سے جس کو تم پوجتے ہو۔ یعنے بتوں
سے دیکھو حضرت ابراہیم کے باپ اور قوم کو کافر اور بت پرست
تو خدا نے فرمایا پھر وہ جھوٹا بہتان کیوں ہمارے ذمے لگایا
افسوس آپ کی عقل اور عقائد پر کہ جو بات آپ کی قلم اور منہ
سے نکلتی ہے وہی قرآن کے مخالف ہوتی ہے۔ ہم حیران ہیں
کہ پھر بھی آپ اپنے مذہب پر پشیمان نہیں ہوتے شیخ
جی ذرا آپ ہی اپنی کتابوں کو تو دیکھو کہ پیغمبروں کے باپ وغیرہ
تو کیا حضرت آدم سے لے کر کل پیغمبروں کو تو آپ کے سب
علماء نے ولایت آئمہ کا منکر کہکر اُن کو تو کفر سے بھی ایک
حصہ آگے بڑھا دیا ہے اگر کوئی اس بات کو بھی دیکھنا چاہیے
تو ہماری کتاب شواکظ البرقات بحث تقیہ میں دیکھ لے۔ پھر
صفحہ ۵ا سے لے کر ۶ا تک تو شیخ جی نے خلفائے ثلثہ کی
خلافت وغیرہ پر بہت کچھ طعن بہتان کئے۔ مگر چونکہ اس
رسالہ میں ہماری غرض صرف ان آیات پر ہے کہ جن میں لفظ
شیعہ کی بحث ہو رہی ہے۔ اس واسطے اُن سب اہیات نہایت

سے درگذر کیا۔ صفحہ ۷۱ پر تو شیخ جی نے حضرت موسےٰ کا
تمام قصہ بیان کر کے کہا کہ یہاں لفظ عسا دیہ کے مقابل
تو شیعہ کا لفظ حضرت موسیٰ کے دوست اور تابعدار کا ہے
جواب محض غلط عسا دیہ کے مقابل جناب باری نے
اس شیعہ کا اشارہ حضرت موسےٰ کی طرف اسواسطے
فرمایا کہ وہ حضرت موسیٰ کی قوم بنی اسرائیل میں سے
تھا اور شیعہ اُس کو اس واسطے کہا گیا کہ وہ گمراہ اور جھوٹا
شریر وغیرہ تھا تبھی تو خداوند کریم دانا تر حلیم نے اپنے قرآن
میں اُس شیعہ کو اُسی جگہ مُجْرِمِیْن وَاِنَّکَ لَغَوِیٌّ مُّبِیْنٌ
فرما کر اُس کی گمراہی وغیرہ کو ظاہر کر دیا پس جس کو خود پروردگار
جھوٹا اور گمراہ بدکار وغیرہ کہے تو وہ کیونکر حضرت موسےٰ کا
دوست اور تابعدار مومن وغیرہ بھی ہو سکتا ہے ہرگز نہیں
اور بھی جب خدا عزوجل اپنے قرآن کریم میں صاف صاف
فرماتا ہے کہ شیعہ تو پیغمبروں کو ٹھٹھا مخول کرنے والے اور ایذا
پہنچانے والے کافر تھے۔ پھر کافر پیغمبروں کے دوست
اور تابعدار کیونکر ہو سکتے ہیں اور یہی اوپر ذکر ہو چکا ہے
جیسے سپارہ ۱۴ پاؤ ۲ میں فرمایا یعنے اے لوگو نہ ہو تم اُن

مشرکین میں سے کہ جنھوں نے پھوٹ ڈالی اپنے دین میں اور
ہو گئے شیعہ شیعہ دیکھو اس آیت میں بھی شیعہ کا لفظ
مشرک اور کافر پر کہا گیا۔ پھر کافر کو پیغمبروں کا دوست وغیرہ
کہنا ایک تو خدا کے قرآن کو جھٹلایا دوسرا پیغمبروں پر بھی
جھوٹی تہمت لگا کر اپنا ایمان گنوایا گیا ہاتھ آیا صفحہ ۱۸ پر
شیخ جی نے کہا کہ بنی اسرائیل حضرتِ موسےٰ کے تابعدار
تھے اور وہ اُس میں سے ایک تھا جواب سب بنی اسرائیل
تو حضرت موسےٰ کے تابعدار نہ تھے اور نہ سب نیک نہ مومن
اہل ایمان تھے جیسا پارہ ۲۸ پاؤ ۳ میں فرمایا فَاٰمَنَتْ
طَّآئِفَةٌ مِّنْ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ وَكَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ یعنے
ایمان لایا ایک فرقہ بنی اسرائیل میں سے اور منکر ہوا
ایک فرقہ۔ پھر تم نے کیوں کہا کہ سب بنی اسرائیل
تابعدار اور مومن تھے ارے وہ بھی بنی اسرائیل تھے کہ جن
پر خدا کے عذاب نازل ہوتے چلے آئے اور ان میں تو وہ
بھی تھے جو مسخ ہو کر بندروں وغیرہ کی شکل میں ہلاک ہوئے
اور اکثر اُن میں سے گوسالہ پرست بھی ہوئے تھے جیسا پارہ
ا پاؤ ۲ میں فرمایا وَاُشْرِبُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ

یعنی سچ رہا اُن کے دلوں میں وہ بچھڑا مارے کفر کے دیکھو سب مفسرین فرماتے ہیں کہ جو لفظ عدوّیہ کے مقابل لفظ شیعہ کا آیا ہے اُس شیعہ کا نام سامری تھا جو ہی گوسالہ پرستوں کا اُستاد تھا اسی واسطے تو پروردگار نے اُس کو شیعہ کہکر ساتھ ہی اسکو گمراہ اور کافر وغیرہ فرمایا۔ کیوں شیخ جی خدا جن کو کافر فرمائے تم اُن کو پیغمبروں کا تابعدار کہو اور وہ جن کو پیغمبروں کے ساتھ ٹھٹھا مخول کرنے والے دشمن بنائے تم اُن کا نام دوست رکھو تو کیا یہ آپ نے مناظرہ بنایا ہے یا کہ دیدہ و دانستہ حمدا قرآن کو جھٹلایا ہے نعوذ باللہ من ذالک پس ان آیات کی بحث سے تو آنکو اللہ کی پاک کلام نے پشیمان کیا۔ پھر شیخ جی نے دوسرا راہ لیا اُسی صفحہ ۸ پر شیخ جی نے کہا کہ لفظ شیعہ تو آدم سے لیکر حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم تک تو پیغمبروں پر استعمال ہوتا چلا آیا ہے اور صفحہ ۱۹ پر کہا کہ اصحاب اور تابعین و تبع تابعین نے بھی اپنے زمانے میں آپ کو شیعہ کہلانے کا دعوے کیا ہے +

جواب محض جھوٹ یہ آپ کی ایسی جھوٹی تقریر و بدتر تحریر ہے کہ جس کو تو کوئی جاہل بھی قبول نہیں کرتا ہم پوچھتے ہیں

کہ حضرت آدم سے لے کر جو کل پیغمبروں پر شیعہ کا لفظ استعمال
ہوتا چلا آیا ہے وہ کس قرآن میں ہے اور کس جگہ ہے وہ تو ذرا
ہم کو بھی دکھلائیے۔ نہیں تو پس جھوٹ پر لعنت فرمائیے
شیخ جی شیعہ کا لفظ تو قرآن میں نہ کسی پیغمبر پر استعمال ہوا ہے
نہ کہیں حدیث صحاح ستہ میں نہ کسی اصحاب نہ تابعین کو شیعہ
کہا گیا ہے اور بھی نہ ان میں سے کسی نے شیعہ ہونیکا دعوے کیا ہے
بلکہ وہ تو اس لفظ شیعہ کو قبیح اور برا جانتے تھے۔ کیونکہ تمام
قرآن میں یہ لفظ تو خدا کے دشمنوں اور نافرمانوں کے حق
میں کہا گیا ہے کہ جن کا اوپر بھی ذکر ہو چکا ہے یہاں تک
کہ ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو تو خداوند کریم نے
شیعوں کی صحبت اور نزدیکی سے بھی منع فرمایا ہے جیسا
۸ پارہ پاؤ ۲ میں فرمایا۔ اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَ
كَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِىْ شَىْءٍ یعنی جنھوں نے راہیں
نکالیں اپنے دین میں اور ہو گئے شیعہ شیعہ تجھکو ان سے
کچھ کام نہیں یعنی اے میرے حبیب تو شیعوں کے نزدیک
بھی نہ ہو۔ پھر کس کی سمجھ میں آسکتا ہے کہ خدا تو
حضرت کو شیعوں کی نزدیکی سے بھی منع فرمائے اور حضرت

یا اُن کے اصحاب رضی اُلٹا آپ کو شیعہ کہلائیں معاذ اللہ
شیخ جی اس تمہارے بہتان کو تو خدا کا یہ ایک ہی فرمان
کافی اور وافی ہے کیوں ہمارے حضرت ص پر بھی ایسے جھوٹے
بہتان لگاتے ہو اور کیوں اس طرح قرآن کے بھی برخلاف ہو کر
اپنا ایمان گنواتے ہو اور اتنا بھی آپ نے نہ سوچا کہ بھلا کسی
ثبوت سند مضبوط کے سوا یہ ہمارے گھر کی افواہ کون مانیگا
اور ایسے صریح جھوٹ کو سچ کون جانے گا صفحہ ۱۹ سے
لے کر صفحہ ۲۱ تک شیخ جی نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے جناب علی علیہ السلام اور اسکے شیعوں کے حق میں
بہت حدیثیں فرمائی ہیں جیسے یہ حدیث ہے ترجمہ
یعنے حضرت نے فرمایا کہ اے علی تو اور تیرے شیعہ قیامت
کے روز جنت کے رفیع درجوں تک پہنچنے والے ہیں بس
اسی طرح کی تو اس شیعہ نے اور بھی پانچ سات حدیثیں بنا کر
اس مقام پر ازقام کی ہیں جن میں پانچ سات کتابوں اور
آٹھ دس راویوں کے نام بھی جو غیر مشہور تھے لکھ دیئے تاکہ
اہل سنت کو بھی تردد ہو مگر جھوٹ کب چھپ سکتا ہے
شیخ جی اس تمہارے جھوٹ کو تو کسی بھی عاقل کا عقل

قبول نہیں کرتا اور نہ اس قرآن کے سامنے ان تمہارے رسالوں
وغیرہ کی کوئی بات سنتا ہے۔ دیکھو اس تمہارے بہتان کو
بھی ہم خدا کے قرآن سے پشیمان کرتے ہیں ہم کہتے ہیں کہ
جب خدا قرآن میں جا بجا اپنے دشمنوں اور کافروں کو شیعہ
فرمائے تو پھر رسول علیہ السلام کب قرآن کے برخلاف حضرت
علی اور اُس کے تابعوں کو شیعہ کہتے تھے اور کبھی خدا تو خود
حضرتؐ کو فرمائے کہ تو شیعوں کے نزدیک کبھی نہ ہو اور لوگوں
کو کبھی کہہ دو کہ تم شیعوں کی طرح مشرک بن کر اپنا دین برباد
نہ کرو اور کبھی خدا تو فرعون جیسے کافروں کو شیعہ کہے پھر حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر جناب امیرؓ اور اس کے تابعداروں
کو یہی لفظ شیعہ کہکر اُن کو بہشت کی خوشخبری سناتے تھے محض
جھوٹ اور کبھی خدا تو اپنے قرآن میں شیعوں
کو عذاب کا مستحق بنائے اور اُن کا ہلاک ہونا فرمائے جیسا
اوپر فرمایا وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا اَشْيَاعَكُمْ یعنے ہم نے ہلاک کیا
ہے اگلے شیعوں کو کیوں صاحب خدا تعالےٰ اپنے عذاب سے
کافروں کو ہلاک کرتا ہے یا کہ معاذ اللہ مومنوں کو اگر کافروں کو تو پھر
یہ کافروں کا خطاب کیونکر رسول علیہ السلام جناب امیرؓ اور

اُس کے تابعین کو فرماتے تھے نعوذ باللہ منہا ایسے بہتان کرنے سے کچھ آپ کو نقصان ایمان کا بھی خوف آتا ہے یا نہیں۔ ہم حیران ہیں کہ یہ صاحبان خدا کے قرآن کو تو غلام و فیروز کے مرثیوں جیسا بھی نہیں جانتے کہ نہ تو خدا کے قرآن کو کوئی غور کرکے دیکھتا ہے نہ کان لگا کر سنتا ہے صرف اپنی باتوں پر آپ خوش ہوتے چلے جاتے ہیں اُن کے حال پر یہ نقل بھی دال ہے کہ سکھوں کے زمانے میں ایک لشکری سکھ ایک گھر کا دودھ آگ سے اُٹھا کر پینے لگ گیا تو اس گھر کی عورت نے کہا کہ اے سکھا میں چوہڑی ہوں اور یہ دودھ بھی چوہڑوں کا ہے۔ وہ پیتا بھی جائے اور اس کی بات اپنے کانوں میں دبا کر کہتا جائے کہ اری تو بھمنی تو بھمنی ہی سہی۔ وہ کہے میں چوہڑی ہوں اور یہ کہے پھر بھمنی تو بھمنی ہی سہی پس یہ بھی اسی طرح خدا کے قرآن اور اُس کے رسول کی بات تو کوئی سنتا ہی نہیں صرف اپنے منہ سے آپ کو شیعہ پاک کہلاتے چلے جاتے ہیں اتنا بھی نہیں سوچتے کہ خدا کیا فرما رہا ہے اور ہم کیا کہتے ہیں پر ولے ہے ندارد پھر ایسے متعصب منکر قرآن فرقے کا کیا علاج ہو سکتا ہے

شیخ جی کیوں راویوں کی روایتوں سے خدا کے قرآن کی تکذیب
کرتے ہو اور کیوں بندہ کی کلام کو ناسخ بنا کر خدا کے کلام کو
منسوخ کرتے ہو۔ بحث تو آیات قرآنی میں ہے اور آپ قرآن
کی تکذیب میں اپنے راویوں کو پیش کرتے ہیں۔ کچھ شرم
بھی آتا ہے یا نہیں ارے قرآن کی آیت تو قرآن سے منسوخ
ہوتی ہے نہ کہ راویوں کی روایتوں وغیرہ سے اور ان روایتوں
وغیرہ کے لکھنے کے وقت آپ کو یہ بھی خیال نہ آیا کہ جو حدیث
صحاح ستہ میں نہ ہو اُس کو اہل سنت کب صحیح جانتے
اور مانتے ہیں۔ پھر کیوں ناحق اتنا واویلا مچایا۔ ہم۔ ہم کہتے
ہیں کہ اگر کوئی اس طرح کی حدیث تعریف شیعہ کی بابت تو صحاح
ستہ میں ہوتی بھی۔ تب بھی ہم قرآن کے سامنے اس کو
غلط کہتے اور نہ مانتے۔ پھر اُس حضرت کی حدیث پر عمل کرتے
جو تمام صحاح ستہ اور فریقین میں اظہر من الشمس عیاں ہے
ترجمہ یعنے حضرت نے فرمایا کہ اگر کوئی میری حدیث تمہارے
پاس پہنچے اور وہ قرآن کے مخالف ہو تو اُس پر ہرگز عمل نہ
کرنا اور نہ اُس کو صحیح سمجھنا۔ شیخ جی اُس آپ کی سب تار پود
کو اس ایک ہی حدیث نے نابود کر دیا اور وہ تمہارے راویوں

کی کارگذاری کو بھی سب خاک میں ملا دیا پھر کیوں ایسے جھوٹے اور کچے ثبوت ارقام کر کے اُلٹا آپ کو بدنام کیا کیا لیا پھر صفحہ ۲۳ سے لیکر ۲۶ تک تو اس جگہ بھی شیخ جی نے اپنی زبان بے لگام کو تو اس قدر دوڑایا کہ اپنے نامہ اعمال کی طرح دو تین صفحے ناحق سیاہ کر دئے جس تمام کلام خام کا خلاصہ یہ ہوا کہ ایک تو آپ نے شیعہ راویوں کی فہرست بنائی جس میں بہت کچھ راویوں کے نام لکھکر کہا کہ ان شیعہ راویوں سے مسلم اور بخاری نے حدیثیں اخذ کی ہیں اور بھی کہا کہ اہل سنّت نے اُن لوگوں سے حدیثیں لیں جو شیعہ تھے۔ جواب جھوٹوں کی افواہ نہ کوئی شاہد نہ گواہ۔ اوّل تو ہم کہتے ہیں کہ مسلم اور بخاری تمام حضرت کے صحابہ رض خصوصاً خلفائے ثلاثہ کی صفت اور ثنا وغیرہ سے بھری ہوئی ہیں اگر ان کے راوی شیعہ تھے تو تم کیوں اپنے شیعوں کے برخلاف صحابہ رض کو بُرا کہتے ہو۔ اگر کہو کہ اُن میں کچھ تو صحابہ کی شکایت بھی ہے تو پس بخاری یا مسلم سے وہ تو کچھ ہم کو بھی دکھلا دیجئے نہیں تو پھر جھوٹے کا منہ سیاہ کیجئے۔ دوم اگر آپ سچے ہوتے تو بخاری یا مسلم سے ایک دو حدیثیں تو ہم کو بھی دکھلاتے کہ جن میں کچھ شیعہ

راویوں کے نام یا کہیں کچھ لفظ شیعہ کی تعریف ہوتی۔ پس جب بخاری وغیرہ میں نہ شیعہ راویوں کے نام نہ شیعہ کی تعریف ہے اور یہی نہ کسی صحابہؓ کی کوئی شکایت ہے۔ پھر تو یہ آپ کی بات بھی قابل سماعت نہیں ہے پس اس آپکے بطلان کو تو اتنا ہی بیان کافی اور وافی ہے۔ اور یہی جو آپ نے اُسی صفحے پر کہا ہے کہ اہلِ سنت کا اصولی مسئلہ ہے کہ جو لوگ امیر علیہ السلام کو ثلثہ پر فضیلت دیویں وہی شیعہ کہلانے کے مستحق ہیں + جواب شیخ جی اہل سنت تو شیعہ اُن کو کہتے ہیں کہ جن کا تو خدا کے قرآن میں اوپر بیان ہو چکا ہے اور یہی وہ جو ہمارے حضرت اور اُن کے اہلِ بیت کے قول اور فعل سے روگردان بلکہ انکار اور بدعت پر ہوشیار ہیں اور جو تمام حضرتؐ کے اصحابؓ عالی جناب کو دن رات لعنت تبرّہ سے یاد کیا کرتے ہیں اور جو آنحضرتؐ کے ازواج مطہرات کو بھی بُرا بکتے ہیں اور جو اہل بیت کی ہتک اور ذلّت کی باتیں بنا کر عام تمام مجلس میں لوگوں کو سُناتے ہیں اور یہی اپنی بنائی ہوئی باتوں کے جھوٹے بہتان اہل بیت رسول اللہ پر لگاتے ہیں۔ یہاں تک کہ تمام اولیاء اللہ

بھی دشنام دینے سے خالی نہ چھوڑا اور جناب امیر
کو بھی بعضے موقع پر خلافت وغیرہ میں تو نہایت عاجز اور
ذلیل بناتے ہیں پس ان کام کرنے والوں کا شیعہ نام ہے
اور سنت جماعت اُن کو کہتے ہیں جو رسول علیہ السلام اور
ان کے اہل بیت اکرام کے تمام فعل و فرمان قرآن کی طرح
سمجھتے ہیں اور خدا کی عبادت بندگی میں بھی انہیں کی چال
اور قال پر عمل کرتے ہیں اور بھی ان کی طرح تمام کام غیر شرع
اور بدعت وغیرہ کو بُرا جانتے ہیں اور اہل بیت رسول اللہ
کے فضائل اور شان کا بیان لوگوں میں سناتے ہیں نہ کسی
پر کوئی تہمت نہ بہتان لگاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اہل بیتِ
رسول اللہ کا دشمن خدا کا دشمن سمجھتے ہیں۔ اور بھی حضرت
کے اہل بیت اور اُن کے ازواجؓ و اصحابؓ وغیرہ سب
پر ہمیشہ اس طرح درود لامحدود پڑھتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ
عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَکُلِّ الْمُؤْمِنِیْنَ
اَجْمَعِیْنَ اور بھی ہمارا اعتقاد ہے کہ جناب امیر عبادت و سخاوت
قوت اور شجاعت شان و شوکت وغیرہ میں ہر سے اعلیٰ تر ہیں
پس دین کے صراف ان ہر دو مذہبوں میں انصاف فرماویں کہ

کون فرقہ اہل بیت کا دوست اور کون دشمن ہوا اب ذرا ایک اور
بھی نیا جھوٹ شیخ جی کا ہم ہر کس کو دکھلاتے اور سناتے ہیں جو آپنے
صفحہ ۳۰۷ پہ کہا کہ سنت جماعت کا نام تب رکھا گیا جب معاویہ خلیفہ
ہوا جواب شیخ جی اس بہتان سے ہم تمکو خدا کے قرآن سے پشیمان کرتے
ہیں ذرا پھر ہمارے رسالہ ردشیعہ کو دیکھو کہ جہاں قرآن شریف میں لفظ سنت
کی تعریف ہے اُن آیات کا ملاحظہ کرو کہ جن ہر ایک آیات میں جناب باری
فرماتا ہے کہ یہ سنت طریقہ میرا ہے اور قدیم سے کل پیغمبروں ع میں میری یہی سنت
چلی آئی ہے پھر ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ معاویہ رض قرآن اور کل پیغمبروں ع سے آگے
ہوا ہے یا پیچھے اگر پیچھے ہے تو پھر کیوں ایسا جھوٹ بنایا کہ جس سے تو
آپنے قرآن کے بھی برخلاف ہو کر اپنا ایمان گنوایا۔ اگر اس ہمارے
بیان سے آپ کا اطمینان نہ ہوا ہو تو اُن آیات کے چار پانچ آیات
اس جگہ بھی ہم لکھکر آپ کو دکھلاتے اور جھوٹے کو جھوٹا
بناتے ہیں جیسا پارہ ۲۶ پاؤ ۳ میں اللہ جل شانہ فرماتا ہے
سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ
اللّٰهِ تَبْدِيلًا یعنے یہ سنت اللہ کی ہے جو چلی آتی ہے قدیم سے
اور تو نہ دیکھے گا اللہ کی سنت بدلتی پھر پارہ ۲۲ پاؤ ۱
میں سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَكَانَ

اَمْرُ اللّٰہِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا ۔ یعنے سنت طریقہ
اللہ کا ہے اُن لوگوں میں جو گذر گئے ہیں پہلے بھی پیغمبر ؑ پھر
پارہ ۲۲ پاؤ ۴ میں فرمایا فَھَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّۃَ الْاَوَّلِیْنَ
وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّۃِ اللّٰہِ تَبْدِیْلًا ۔ یعنے نہیں دیکھتے لوگ
سُنَّتَ اللّٰہ جو اگلوں میں جاری تھی تو نہ دیکھیگا اے میرے
حبیب اللہ کی سنت بدلتی ۱۰ اور پارہ ۲۴ کے پاؤ ۳ میں فرمایا سُنَّۃَ
اللّٰہِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ فِیْ عِبَادِہٖ وَخَسِرَ ھُنَالِکَ الْکٰفِرُوْنَ
یعنے سنت اللہ کی ہے جو چلی آئی ہے اُس کے بندوں میں اور
خراب ہوئے اُس جگہ کافر یعنے جو میری سنت کا منکر ہوا وہ
کافر ہوا۔ پھر پارہ ۱۵ پاؤ ۲ میں فرمایا۔ سُنَّۃَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا
قَبْلَکَ مِنْ رُّسُلِنَا یعنے سُنت طریقہ اُن رسولوں کا ہی
جو تجھ سے پہلے بھیجے ہم نے یعنے سب پیغمبروں ؑ کا یہی سنت
طریقہ چلا آیا ہے پس ان آیات بینات سے تین باتیں حاصل
ہوئیں ایک تو یہ سنت طریقہ قدیم سے اللہ کا ثابت ہوا دوسرا
کل پیغمبروں ؑ میں بھی یہی طریقہ اہل سُنت کا چلا آیا۔ تیسرا
جو اس طریقے سنت کا مخالف یا منکر ہوا تو اس کو خدائے
تعالیٰ نے کافر فرمایا۔ کیوں شیخ جی تم تو کہتے ہو کہ سنت جماعت

کا مذہب معاویہؓ سے شروع ہوا ہے اور اللہ جل شانہ تو فرماتا ہے کہ یہی سنت طریقہ میرا قدیم سے کل پیغمبروںؑ میں چلا آیا ہے پھر ہم اس تمہارے جھوٹ کو مانیں یا اس خدا کے فرمان کو سچ جانیں جھوٹوں کی بات نہ کوئی بھول نہ پات۔

اس رسالہ کے پیچھے شیخ جی نے یہ اشتہار بھی لکھدیا ہے کہ ایک اور رسالہ زیر طبع ہے دربارۂ اہل سنت کے۔

اوّل مذہب اہلِ سنت کب سے شروع ہوا۔ دوم کون شخص اس کا بانی مبانی ہے۔ سوم کس طرح اس مذہب نے فروغ پایا۔ چہارم لفظ سنت و جماعت کب سے استعمال ہونے لگا۔

جواب شیخ جی اس آپ کی نئی گھاڑت کا بھی اسی قرآن سے جواب سنئے۔ اوّل جب خدا نے پیغمبروں کا سلسلہ جاری کیا تب یہ مذہب اہلِ سنت شروع ہوا جیسا اوپر حقتعالیٰ نے فرمایا کہ یہ سنت میری ہے جو چلی آئی ہے سب پیغمبروں میں دوم خود خدا کی ذات اس کی بانی مبانی ہے جیسے فرمایا کہ یہ سنت طریقہ میرا ہی جو قدیم سے چلا آیا ہے۔ سوم جب خدا نے چاہا تو کفر کے اندھیرے میں اپنے بندوں کے لئے اس سنت اپنی کو روشن کیا جیسا اوپر فرمایا کہ یہ میری سنت ہے

جو چلی آئی ہے میرے بندوں میں اور خراب ہوئے اس
کے سبب کافر یعنے جو اس سنت اللہ کے منکر ہوئے وہ
کافر ہلاک ہوئے ۔ اور جو اس سنت پر جماعت چلی آئی اُس
نے نجات پائی اور بھی جب سے قرآن نازل ہوا تب سے تو یہ
سنت اللہ اور بھی زیادہ روشن ہوئی ۔ چہارم لفظ سنت کا
تو آدم سے لے کر ہمارے حضرت تک استعمال ہوتا چلا آیا ہے
جیسا فرمایا کہ یہ سنت طریقہ اُن رسولوں کا ہے جو تجھ سے پہلے
بھیجے ہم نے پس فیصلہ شد ۔ شیخ جی اس رسالہ میں اگرچہ آپ اپنی
کتنی ہی بناوٹ بناؤ گے ۔ مگر اُن سے بھی اسی طرح تم
کو بھی خدا کا قرآن جھوٹا کریگا ۔ پھر آپ کے پلے میں کیا پڑیگا ۔
ہم حیران تو اسی بات سے ہیں کہ یہ صاحبان جتنے مناظرے
بناتے ہیں اتنا ہی زیادہ خجل و خواری پاتے ہیں مگر تب بھی
بحث اور مناظرے سے تو باز نہیں آتے پٹھان کی طرح نیچے
پڑے بھی بہادری کا دم مارے نعرے مارے پکارے جاتے
ہیں مگر ایسے جوانمرد صاحب حیا ٹولہ کا کیا علاج کیا جائے
اور بھی ہم عرض کر چکے ہیں کہ اہل سنت سے بحث کرنی آپکو
بالکل نجس ہے اور نہ ہی قرآن کی کسی آیت پر جھگڑا کیا کرو ۔

کیونکہ آپ کا عقائد تو صاف اس قرآن کے برخلاف ہے اس واسطے وہ تمہاری ہر بات کو جھٹلاتا اور کاذب بناتا ہے پھر اس طرح ناحق جھگڑنے سے کیا ہاتھ آتا ہے +

اور جو کہا کہ شاہ عبدالعزیز صاحب نے بھی اپنے تحفہ میں لکھا ہے کہ ہم شیعہ اولیٰ ہیں اور بھی ایک شیعہ نے کتاب تحفہ کے تین چار موقع نکال کر کہا کہ دیکھو شاہ عبدالعزیز رح لکھتے ہیں کہ حضرت علی رض کے مخلص شیعہ تو ہم اہل سنت جماعت ہیں جواب لفظ شیعہ کے دو معنی ہیں۔ ایک عرفی یعنی لفظی جس کو اصطلاحی بھی کہتے ہیں پس لفظی تو شیعہ کا معنی شیعہ ہی ہے جو اسی نام سے مشہور و معروف ہے کہ جس لفظ کی تو تمام قرآن میں خدا مذمت بیان فرماتا ہے اور جس کو شاہ عبدالعزیز رح نے بھی اس تحفہ میں منافق وغیرہ کہا ہے۔ دوسرا شیعہ کا لغوی معنے گروہ اور ٹولہ کا ہے کہ جب شیعوں نے آپ کو شیعیان علی رض کہلایا یعنے ہم حضرت علی رض کا ٹولہ ہیں اس کے جواب میں شاہ صاحب نے فرمایا کہ یہ دعوے تمہارا غلط اور جھوٹا ہے کہ نہ تم حضرت علی رض کا گروہ ہو نہ ان کے پیرو ہو حضرت علی رض کے مخلص شیعہ یعنی خاص ٹولہ تو ہم اہل سنت جماعت ہیں۔ پس اس جگہ شاہ صاحب نے شیعہ کا لغوی معنی ٹولے کا لیکر

آپ کو شیعہ کہا ہے نہ اصطلاحی معنے سے آپ کو شیعہ فرمایا معاذ اللہ
ورنہ لفظ شیعہ کو تو وہ بُرا اور قبیح جانتے تھے بھلا کون کہتا ہی کہ
شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ شیعہ تھے یا شیعہ کو اچھا سمجھتے تھے ارے
یہ وہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی ہیں کہ جس نے تو اسی تحفہ میں
شیعہ کی بیخ برکندہ کی ہے اور جس نے تو وہ بہتر فرقہ ناری بھی
شیعہ کو بنایا ہے پھر کس منہ سے آپ نے اُن کو شیعہ کے نام سے
یاد کیا بھلا کب کوئی اہل سنت آپ کو شیعہ کہلاتا ہے ہرگز
نہیں ہاں اگر کوئی کسی موقع پہ الزامی جواب یا اسی طرح لغوی معنے
کے سبب آپ کو شیعہ کہہ بھی دے تو کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ اکثر
مناظرہ میں ایسے بہت الزامی جواب ہوتے ہیں نہ کہ انکو تحقیقی
سمجھا جاتا ہے۔ اے شیعو دیکھو اس تمہارے تاروپود کو تو ہم خدا کے
قرآن اور حضرت کی حدیث سے بھی نابود بناتے ہیں میں نے تو آگے
بھی عرض کیا ہے کہ اس جگہ ہماری تمہاری بحث تو آیات قرآنی
پہ ہے اور آپ قرآن کی تکذیب میں شاہ عبد العزیز وغیرہ کی
نظیر کو تحریر کرتے ہیں یعنے تم بندہ کی کلام کو ناسخ بنا کر خدا کی کلام
کو منسوخ کرنا چاہتے ہو + کچھ خدا سے بھی شرم آتا ہی یا نہیں
ارے قرآن کی آیت تو قرآن سے منسوخ ہوتی ہی نہ کہ بندہ کے

کلام سے۔ ہم کہتے ہیں کہ فرض کیا اگر شاہ عبد العزیز یا اور کوئی ہمارا عالم آپ کو شیعہ کہلائے یا شیعہ کی تعریف بھی کرے تو قرآن کے سامنے ہم اس کو غلط جانیں گے اور نہ مانینگے جیسا رسول علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر کوئی میری حدیث ہو کر تمہارے پاس پہنچے اور وہ قرآن کے مخالف ہو تو اس پر ہرگز نہ عمل کرنا اور نہ اس کو صحیح سمجھنا پس قرآن اور اس حدیث کے سامنے تو شاہ عبد العزیز وغیرہ کی یہ تدبیر خام بھی تمہارے کیا کام آئی۔ اور نہ کبھی ایک شیعہ نے کہا کہ تم نے ہم کو کیوں کافر وغیرہ کہا ہے۔ حالانکہ ہماری اور تمہاری آپس میں رشتہ داری بھی چلی آتی ہے۔ جواب اے بھائیو اصل میں ہے تمہاری سمجھ کا قصور اور فہم قصور ہے اگرچہ تمہارے اقوال و افعال اور اوصاف بھی اکثر شریعت کے برخلاف ہیں اور کام بھی آپ کے تمام بدعت انجام ہیں۔ مگر چونکہ تمہارا ظاہر تو اسلام کا دعوٰی ہے اور تم خدا کی وحدانیت اور حضرت کی رسالت اور قیامت کے بھی منکر نہیں ہو اور نہ ہی تمہارا نماز روزہ حج زکوٰۃ وغیرہ پر انکار ہے اور کبھی آج تک تو سب سنی و شیعہ کھانے پینے وغیرہ میں ایک دوسرے کے شریک ہیں اس واسطے تمہارے فرقے کو ہم کافر تو کہہ نہیں سکتے اور نہ کہا ہے

ہم نے تو اس جگہ صرف لفظ شیعہ کو قبیح اور بُرا کہا ہے۔ کیونکہ تمام قرآن میں یہ لفظ شیعہ تو خدا نے اپنے دشمنوں اور نافرمانوں کفار وغیرہ کے حق میں فرمایا ہے اس لئے تم کو چاہیئے کہ اس لفظ قبیح کو آپ چھوڑ دیویں اور اس پر تبرہ کریں۔ پھر آپ شریعت کے پیرو ہو کر اپنے فرقے کو اس نام سے نامزد کریں کہ جس لفظ کی قرآن شریف میں تعریف ہے یعنی سنّت و جماعت جو خاص طریقہ ہمارے رسُول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے +

اشتہار مباحثہ اور شرائط مباحثہ

اگر کسی شیعہ بھائی کو اُن ائمہ کرام کے فرمان پر پورا اطمینان نہ ہوا ہو اور مناظرہ سے بھی اپنی

تشفی چاہتا ہو تو انشاء اللہ تعالیٰ ہم مناظرہ
بھی کر کے اس کی پوری پوری تسلی اور تشفی کرنے
کو تیار ہیں۔ مگر زبانی بحث نہ ہوگی کیونکہ زبانی
بحث تو اب تک ہوتی چلی آئی ہے جس کا آجتک
تو کوئی تصفیہ نہ ہوا اور نہ آئندہ ہوگا۔ آخر
ایک دوسرے کو جھٹلاتے چلے جاتے ہیں۔ اور
بعضے موقع پر تو دنگا فساد کی بھی سخت نوبت پہنچتی
رہی ہے اس واسطے بحث تحریری ہوگی۔ کہ جس
سے تو قطعی فیصلہ ہو کر سچ اور جھوٹ بھی آئینہ
کی طرح روشن ہو جائے گا۔ اور بحث بھی کسی
ایک مقدمہ کی بابت ہوگی جیسا خلافت وغیرہ

اول ہر دو فریق سنی و شیعہ ایک ایک اسٹام پر بدیں

شرط رجسٹری کرا کے ایک دوسرے کو دیدینگے کہ جو

فریق اس منصف صاحب کی عدالت سے جھوٹا ہو گا

وہ دوسرے فریق کا مذہب اختیار کریگا۔ اگر اسکو اپنا

سابقہ مذہب چھوڑنا مجبور ہو تو وہ پانچ صد روپیہ بطور

ہرجہ دوسرے فریق کو دیگا۔ اور بھی یہ مناظرہ تو اس طور

کیا جاویگا کہ ہر دو فریق ...... اپنا اپنا دعویٰ معہ ثبوت عقلی و

نقلی تحریر کر کے تاریخ مقررہ پر منصف صاحب کے پیش کرینگے

عدالت ان دونوں کو نقل کر کے اہل سنت کا دعوےٰ اہل

شیعہ کو اور شیعہ کا دعوےٰ اہل سنت کو دیگی ۔

ہر دو فریق ایک دوسرے کے دعوےٰ کی تردید کر کے

پھر تاریخ مجوزہ پر وہ عدالت کے پیش کرینگے۔ اگر
عدالت کو اتنے پر تشفی نہ ہو۔ تو پھر جس جس امر کا
جس جس فریق سے پورا پورا جواب نہ دیا گیا۔ تو
عدالت ان امور کو بطور امر تنقیح ان سے جواب
طلب کریگی۔ غرض جہانتک ہو سکیگا۔ عدالت اس
میں کوشش کریگی۔ اور اخیر فیصلہ کے وقت ایک
عالم اہل سنت سے اور ایک عالم شیعہ سے بطور
وکیل پیش عدالت ہو کر آپس میں زبانی بھی جرح
کرینگے۔ اور عدالت کے سوال کا بھی جواب دینگے
اور وہ جرح بھی عدالت تحریر کرکے شامل مثل کریگی
غرض یہ مقدمہ بھی سرکاری مقدمات کی طرح فیصلہ

ہو گا پس عدالت کو جس فریق کی طرف سے بذریعہ
مثل زیادہ ثبوت اور حق ثابت ہو گا عدالت اس
کے حق میں بمعہ خرچہ ڈگری دیوے گی۔ اور وہ روپیہ
نالش کے ذریعہ سے بھی وصول کیا جاوے گا۔ دیکھو
اس طرح تحریری مناظرہ میں نہ تو کسی فساد اور
شرارت کا اندیشہ ہے اور نہ کسی فریق کو زیادہ
رنج و تکلیف پہنچتی ہے۔ کیونکہ ہر ایک فریق اپنی
اپنی جگہ پر بیٹھ کر اپنا اپنا جواب تحریر کر کے اس تحریر
کو ایک ایک آدمی بھی تاریخ مجوزہ پر عدالت کے
پیش کر سکتا ہے۔ اور بھی واضح ہو کہ یہ تمام مثل بمعہ
فیصلہ عدالت شائع ہو کر ایک جدید کتاب

تیار ہو کر شائع ہو جائیگی جس فیصلہ سے

پیچھے بھی ہر کس کو سچ اور جھوٹ تو دن کی طرح

روشن ہو جائیگا ۔

اور بھی ہم علانیہ کہتے ہیں کہ جو فریق ان شرائط سے

انکار یا عذر کرے تو پس وہی جھوٹا سمجھا جاویگا ۔

تمام شد